سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2015

جمعتہ المبارک،3-اپریل2015

(یوم الجمع،13-جمادی الثانی1436ھ)

سولھویں اسمبلی: تیرھواں اجلاس

جلد13: شمارہ 6

447

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ3-اپریل2015

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے) مسودات قانون کا پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون ساہیوال یونیورسٹی 2015

ایک وزیر مسودہ قانون ساہیوال یونیورسٹی 2015 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون جھنگ یونیورسٹی 2015

ایک وزیر مسودہ قانون جھنگ یونیورسٹی 2015 ایوان میں پیش کریں گے۔

(بی) آڈٹ رپورٹ کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

محکمہ لائیو سٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ حکومت پنجاب کی لائیو سٹاک تجرباتی سٹیشنز کے حسابات کے بارے میں سپیشل آڈٹ رپورٹ برائے آڈٹ سال 09-2008 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

ایک وزیر محکمہ لائیو سٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ حکومت پنجاب کی لائیو سٹاک تجرباتی سٹیشنز کے حسابات کے بارے میں سپیشل آڈٹ رپورٹ برائے آڈٹ سال 09-2008 کا ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

(سی) پری بجٹ بحث

پری بجٹ بحث

449

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا تیرھواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 3-اپریل 2015

(یوم الجمع، 13-جمادی الثانی 1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 15 منٹ پر زیر صدارت
جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری رمضان قادر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿١٣﴾
وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ﴿١٤﴾ يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ ﴿١٥﴾ وَمَا هُمْ
عَنْهَا بِغَائِبِينَ ﴿١٦﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿١٧﴾ ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ
مَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿١٨﴾ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَيْئًا
وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ ﴿١٩﴾

سورۃ الانفطار 13 تا 19

بے شک نیکوکار نعمتوں (کی بہشت) میں ہوں گے۔ (13) اور بدکردار دوزخ میں (14) (یعنی) جزا کے دن اس میں داخل ہوں گے (15) اور اس سے چھپ نہیں سکیں گے (16) اور تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے؟ (17) پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے (18) جس روز کوئی کسی کا بھلا نہ کر سکے گا اور حکم اس روز صرف اللہ ہی کا ہو گا (19)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

آکھیں سوہنے نوں وائے نی جے تیرا گزر ہووے
میں مر کے وی نئیں مردا جے تیری نظر ہووے
دم دم نال ذکر کراں میں تیریاں شاناں دا
تیرے نام تُوں وار دیاں جنی میری عمر ہووے
او کیسیاں گھڑیاں سَن مہمان ساں سوہنے دے
دِل فیر وی کردا اے طیبہ دا سفر ہووے
ایہو دل وچ نیازی دے اِک آس چروکنی اے
سوہنے دے شہر اندر کِتے میرا وی گھر ہووے

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ داخلہ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

جناب سپیکر کی ہدایت کے باوجود متعلقہ محکمہ کے سیکرٹری کا اسمبلی میں حاضر نہ ہونا

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں عام طور پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں لیتی لیکن پوائنٹ آف آرڈر اس وقت لیا جاتا ہے جب House in order نہیں ہوتا ہے۔ میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہوں گی کہ کل ایوان نے ایک بہت اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ دلائی اور آپ نے اس پر بہت clear الفاظ میں کہا کہ جب جوابات کا وقت ہو تو محکمہ کے سیکرٹری کو یہاں موجود ہونا چاہئے۔ آج ہم پھر دیکھ رہے ہیں اور یہ محکمہ کی seriousness نظر آ رہی ہے کہ ان کے سیکرٹری صاحب یہاں موجود نہیں ہیں۔ اگر کسی وجہ سے سیکرٹری صاحب نہیں آ سکتے تو ان کے سپیشل سیکرٹری صاحب کو اتنا احساس ہونا چاہئے کہ یہ عوام کا قیمتی وقت ہے۔ یہاں آ کر عوام کے مسائل حل کئے جاتے ہیں، کوشش کی جاتی ہے اور آج پھر ان کی طرف سے کوئی نہیں آیا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! میں نے کل کہا تھا کہ جس بھی ڈیپارٹمنٹ کا وقفہ سوالات ہو اس کے متعلقہ سیکرٹری کو یہاں پر ہونا چاہئے۔ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر / داخلہ (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے جو ruling دی تھی اور بالکل صحیح طرف اشارہ فرمایا تھا تو یقیناً ایسا ہونا چاہئے لیکن افسوس ہے کہ وہ تشریف نہیں لائے۔

جناب سپیکر! میں کچھ چیزوں کو on record لانا چاہتا ہوں کہ میں پچھلے تین دن سے سوالات کو study کرنے کی کوشش کر رہا ہوں اس میں جوابات غیر مطمئن ہیں۔ میرا خیال ہے کہ سیکرٹری صاحب کا بھی یہاں ہونا ضروری ہے۔

سوالات

(محکمہ داخلہ)

متعلقہ سیکرٹری کی عدم موجودگی کی بناء پر وقفہ سوالات کو pending کر دیا گیا

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! بات یہ ہے کہ اس مقدس ایوان سے زیادہ اور کوئی چیز قیمتی نہیں ہے۔ میں بیوروکریسی کا روّیہ دیکھ رہا ہوں کہ انتہائی نامناسب ہے۔ انہوں نے اس ایوان کو مذاق بنانے کی کوشش کی ہے جو میں کسی صورت برداشت نہیں کر سکتا۔ میں نے کل کہا تھا کہ جس بھی ڈیپارٹمنٹ کے جواب ہوں گے اس کے متعلقہ سیکرٹری یہاں پر موجود ہوں گے۔ آج ان کو یہاں پر موجود ہونا چاہئے تھا ایک گھنٹہ نکالنے سے کوئی قیامت نہیں آ جائے گی کہ وہ یہاں پر تشریف لائیں۔ اس سے زیادہ کوئی اور چیز important نہیں ہے۔ میں آج دوبارہ کہہ رہا ہوں کہ اگر سیکرٹری صاحبان جو بھی سیکرٹری جس کے متعلقہ سوالات و جوابات ہوں گے جس دن بھی اگر وہ سیکرٹری یہاں پر موجود نہیں ہو گا تو اس دن اس کے وقفہ سوالات کو pending کر دیا جائے گا۔ میں آج اس سارے وقفہ سوالات کو pending کر دیتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر زکوٰۃ و عشر / داخلہ (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس چیز کا notice لیں اور یہ بات چیف منسٹر صاحب کے notice میں بھی لائیں کہ بیوروکریسی اس ایوان کو مذاق نہ بنائے۔ یہ چیز کسی صورت میں بھی ناقابل برداشت ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر / داخلہ (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر کا فیصلہ

متعلقہ سیکرٹری کی غیر حاضری کی بناء پر وقفہ سوالات کا ملتوی کیا جانا

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! یہ 2013 کے سوالات ہیں اور ان کا بھی صحیح طرح سے جواب نہیں آیا۔ میں نے یہ ساری study کی ہے۔ یہ چیز ناقابل برداشت ہے۔ آپ منگل والے دن اس کے جوابات دیں گے اور اگر اس دن کوئی جواب غلط ہوا تو آپ اور آپ کے سیکرٹری اس ایوان کے آگے جوابدہ ہوں گے۔ یہ پورا وقفہ سوالات منگل تک pending کیا جاتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک استحقاق کوئی نہیں ہے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 214/15 چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار وقاص حسن موکل اور محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی طرف سے تھی یہ پڑھی جا چکی ہے۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا۔ استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: گوندل صاحب!آپ ماشاءاللہ بڑی محنت کرتے ہیں۔ اگر آپ کو کسی جگہ کوئی بھی محکمہ صحیح جواب نہیں دیتا تو آپ اس ایوان میں بتائیں تو پھر اس کے خلاف جو بھی کارروائی ہو گی وہ ہم کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!میں request کر رہا تھا کہ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 215/15 جناب احمد شاہ کھگہ صاحب، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ اور محترمہ باسمہ چودھری صاحبہ کی ہے۔ جی، کھگہ صاحب!آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

اساتذہ کے مطالبات 31-مارچ 2015 تک تسلیم نہ ہونے کی صورت میں احتجاج کا اعلان

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نئی بات" مورخہ 18-مارچ 2015 کی خبر کے مطابق اساتذہ تنظیموں کے سربراہان کا مشترکہ اجلاس پنجاب بھر میں 31-مارچ تک مسائل حل نہ ہونے پر احتجاجی تحریک چلانے کا فیصلہ کیا ہے۔ صوبہ میں 1700 سکولز بغیر سربراہان کے چلائے جا رہے ہیں۔ 50ہزار سے زائد کنٹریکٹ اساتذہ کو مستقل نہیں کیا جا رہا ہے۔ پنجاب بھر کے سکول اساتذہ نے مطالبات کی منظوری کے لئے احتجاجی

لائحہ عمل کا اعلان کر دیا ہے۔ ٹیچرز ایسوسی ایشن پنجاب کی زیر صدارت لاہور میں اجلاس ہوا جس میں پنجاب کے اساتذہ ساتھ ہونے والی ناانصافیوں و زیادتیوں کے ازالہ کے لئے احتجاجی لائحہ عمل پر غور کیا گیا۔اس موقع پر انہوں نے کہا کہ اساتذہ پنجاب حکومت کے جبر اور نام نہاد تعلیمی اصلاحات کی وجہ سے شدید پریشان ہیں اور ارباب اختیار کے نامناسب اور جابرانہ طرز عمل سے اساتذہ خوف وہراس میں مبتلا ہیں اور اساتذہ کے خلاف انتقامی کارروائیاں عروج پر ہیں۔ موجودہ صورتحال تعلیمی نظام کے لئے تباہ کن ثابت ہو رہی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ پنجاب میں 1700 سکولز بغیر سربراہان کے چلائے جا رہے ہیں۔ 50ہزار سے زائد کنٹریکٹ اساتذہ کو وزیراعلیٰ پنجاب کی طرف سے ریگولر کرنے کے واضح احکامات کو سرد خانے میں ڈال دیا گیا ہے۔ پندرہ ہزار ایس ایس ٹی، ای ایس ٹی، پی ایس ٹی اساتذہ کو ان سروس پروموشن پوسٹ ہونے کے باوجود گزشتہ کئی سالوں سے ترقی نہیں دی گئی جبکہ ٹیچرز پیکج پر بھی ہر سال عملدرآمد نہ کر کے اساتذہ کا معاشی استحصال کیا جا رہا ہے لہٰذا اجلاس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ 31۔مارچ تک مسائل حل نہ کئے گئے تو احتجاجی تحریک چلانا ناگزیر ہوگا۔ پہلے مرحلے میں 7۔اپریل بروز منگل 11:00 بجے بمقام فیصل چوک پنجاب اسمبلی کے سامنے احتجاجی کیمپ کا آغاز کیا جائے گا۔انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت پنجاب فوری اقدامات کرے اور اساتذہ کے جائز اور قانونی مطالبات پورے کئے جائیں لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ محکمہ سکول ایجوکیشن فروغ تعلیم کے لئے ہمہ تن کوشاں ہے اور اس صورتحال سے پوری طرح آگاہ ہے۔ جن سکولوں میں مستقل بنیادوں پر ہیڈ ماسٹر / ہیڈ مسٹریس تعینات نہ ہیں وہاں عارضی ہیڈز تعینات کر دیئے گئے ہیں۔ حال ہی میں پنجاب پبلک سروس کمیشن سے 140 زنانہ ہیڈ مسٹریس اور 109 مردانہ ہیڈ ماسٹر منتخب ہوئے ہیں اور ضروری محکمانہ کارروائی کے بعد مئی کے مہینے کے دوران انہیں بطور ہیڈز کے طور پر خالی سکولوں میں تعینات کر دیا جائے گا۔ مزید برآں 31۔مارچ 2015 کو محکمہ کی سطح پر پروموشن کمیٹی کا اجلاس ہوا جس میں تقریباً 140 اساتذہ کرام کو بطور ہیڈ ماسٹر / ہیڈ مسٹریس پروموشن دی گئی ہے اور انہیں بھی عنقریب سکولوں میں بطور ہیڈز تعینات کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! اس ضمن میں گزارش ہے کہ امتحانات کی وجہ سے تبادلہ جات پر پابندی عائد ہے اور وزیر اعلیٰ کی منظوری کے بعد پابندی ختم ہونے پر اس امر کو ترجیح دی جائے گی کہ خالی سکولوں میں سربراہ ادارہ تعینات کیا جائے۔ جہاں تک 50 ہزار کنٹریکٹ اساتذہ کو مستقل کرنے کا سوال ہے اس حوالے سے باور کرایا جاتا ہے کہ کنٹریکٹ اساتذہ کی اکثریت نے بی ایڈ نہیں کیا ہوا ہے جو ان کی بھرتی کے لئے ایک بنیادی شرط ہے۔ تاہم محکمہ نے انہیں بی ایڈ کرنے کے لئے grace period دیا ہے جونہی یہ اساتذہ کرام بی ایڈ کر لیں گے قانون کے مطابق انہیں مستقل کر دیا جائے گا۔ 19/10/2009 کو ایک لاکھ 9 ہزار اساتذہ کو ریگولر کر دیا گیا تھا جہاں تک ٹیچر پیکج پر عملدرآمد کا سوال ہے اس حوالے سے مطلع کیا جاتا ہے کہ پنجاب بھر کے تمام ڈی سی اوز کو ہدایات جاری کی جا چکی ہیں کہ اساتذہ کرام کو ٹیچر پیکج دیا جائے اور 19/03/2015 کو ای ڈی او کانفرنس میں یہ نکتہ ایجنڈا میں شامل تھا اور سیکرٹری سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے دوران کانفرنس ہدایات جاری کی کہ اساتذہ کرام کی upward mobility اور in service پروموشن کے cases جلد سے جلد نمٹائے جائیں۔ یہ ایک مسلسل عمل ہے اور مارچ 2015 میں محکمہ کی سطح پر گریڈ۔16 اور 17 سے گریڈ۔18 کے لئے اساتذہ کرام کی پروموشن زیر غور لائی گئی ہے اور ضروری process کے بعد جلد ہی ان کا پروموشن نوٹیفکیشن جاری کر دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 216/15 چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 217/15 جناب امجد علی جاوید کی ہے وہ اسے پڑھ دیں۔

اساتذہ کی ٹریننگ کی مد میں سالانہ اربوں روپے کی خورد بُرد کا انکشاف

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 19۔مارچ 2015 کی خبر کے مطابق پی ٹی سی اساتذہ کی پہلے مرحلے کی ٹریننگ بے سود ختم ہو گئی۔ اساتذہ کو ٹریننگ مٹیریل دیئے بغیر ہی فراہمی کے کاغذات پر دستخط کروا لئے۔ اساتذہ کی غیر حاضری میں ہی سب کچھ سکھا دیا گیا۔ ٹریننگ کے شرکا کا کہنا ہے کہ ٹریننگ کے نام پر فنڈز ہڑپ اور اساتذہ کا وقت ضائع کیا جا رہا ہے۔ ریفریشمنٹ کی مد میں فی ٹیچر فراہم کئے جانے والی رقم

میں سے نصف رقم منتظمین کی جیبوں میں جا رہی ہے جبکہ سٹیشنری کی مد میں فراہم شدہ رقم میں سے بھی خُورد بُرد کی جا رہی ہے۔ ٹریننگ کروانے والوں کو کچھ آتا نہیں تو ہمیں کیا سکھائیں گے۔ ٹریننگ حاصل کرنے والے اساتذہ ایم فل اور جبکہ ٹریننگ دینے والے آرٹس پڑھے ہوئے ہیں۔ ایک طرف پچاسی ہزار پی ٹی سی ٹیچرز کو محکمہ سے فارغ کرنے کی خبریں گردش کر رہی ہیں اور دوسری طرف ان کی ٹریننگ کا ڈرامہ رچایا جا رہا ہے جس پر کروڑوں روپے کے فنڈز خرچ کئے جا رہے ہیں۔ محکمہ تعلیم میں یہ کاغذی کارروائی گزشتہ کئی سالوں سے جاری ہے جس کی وجہ سے سالانہ اربوں روپے کے فنڈز کے اخراجات کے باوجود تعلیمی سہولیات اور معیار تعلیم بہتر نہیں ہو پا رہا۔ لاکھوں کی تعداد میں بچے سکولوں میں نہیں جا رہے۔ اساتذہ بغیر پڑھائے تنخواہیں وصول کر رہے ہیں۔ محکمہ کے اپنے بیان کے مطابق محکمہ تعلیم میں سات ہزار ایلیمنٹری اساتذہ فالتو ہیں لیکن اس کے باوجود نئے ایلیمنٹری اساتذہ بھرتی کئے جا رہے ہیں۔ محکمہ تعلیم میں جاری فنڈز کی اس لوٹ مار اور اس صورتحال سے عوام الناس میں عموماً اور اساتذہ، علم دوست افراد اور سول سوسائٹی میں خصوصاً شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ پرائمری سکول اساتذہ کی تین روزہ ٹریننگ ان کے اپنے کلسٹر سنٹر پر تین batches پر ہوئی۔

1۔ پہلا batch مورخہ 16-مارچ تا 18-مارچ 2015

2۔ دوسرا batch مورخہ 19-مارچ تا 21-مارچ 2015

3۔ تیسرا batch مورخہ 24-مارچ تا 26-مارچ 2015

اس ٹریننگ کے اہم مقاصد درج ذیل ہیں:

1۔ پہلی کلاس کے طلباء کو کھیل ہی کھیل میں پڑھانا۔

2۔ حاصل کئے جا سکنے والے ٹارگٹ مقرر کرنا اور ان کا حصول یقینی بنانا۔

3۔ اساتذہ کو اس بات پر راغب کرنا کہ وہ طلباء کے لئے سیکھنے کا عمل آسان بنائیں اور دوستانہ ماحول کو فروغ دیں۔ اس ٹریننگ کو فیلڈ میں کروانے سے بیشتر اس کے ٹرینر کو باقاعدہ تربیت دی گئی ہے تاکہ وہ اہداف کے حصول میں زیادہ سے زیادہ یکسوئی سے کام کر سکیں جس کی نگرانی وزیر اعلیٰ روڈ میپ ٹیم نے کی۔ اس کا مٹیریل بھی وزیر اعلیٰ نے تیار کیا تھا اور اس کی ٹریننگ صوبائی سطح پر اور فیلڈ میں بھی انہی کی نگرانی میں ہوئی ہے۔ جہاں تک اس کے بے سود ہونے کا سوال ہے ایسا بالکل نہیں ہے۔ اساتذہ نے اپنی feedback میں برملا کہا کہ ان کے اعتماد میں اضافہ ہونے کے

ساتھ ساتھ ان کے سبق پیش کرنے کی مہارت میں اضافہ ہوا ہے۔ بعض اساتذہ نے خواہش ظاہر کی کہ وہ دوبارہ اسی ٹریننگ میں شامل ہونے کے خواہش مند ہیں اور انہوں نے محکمہ تعلیم کا خصوصی شکریہ ادا کیا کہ ایک عرصے بعد انہوں نے سیکھنے کے ساتھ ساتھ محسوس بھی کیا کہ ان کا اصل کام صرف پڑھانا نہیں بلکہ اس طرح پڑھانا ہے کہ طلباء سمجھ سکیں۔

4- میٹریل مہیا کرنے کی ذمہ داری پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ کی تھی جس نے CM روڈ میپ نمائندے کے ذریعے DSD کو بتایا کہ بھیجے گئے ٹریننگ میٹریل کو ہی تینوں بیچز کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ میٹریل پہنچنے میں ضرور دیر ہوئی لیکن ٹرینرز کو ضروری میٹریل DSD میں ٹریننگ کے دوران فراہم کیا گیا تھا جس کی وجہ سے ٹریننگ کو شروع کرنا ممکن ہو سکا بعد میں میٹریل پہنچنے پر ٹرینرز کو وہ میٹریل فراہم کر دیا گیا۔ ٹریننگ کو اس وقت کروانا اس لئے ضروری تھا تاکہ نئے سال میں اساتذہ بہتر انداز میں تدریس کے قابل ہوں۔

5- ٹریننگ کروانے والے لوگ بہتر منتظم اور ٹرینرز ہیں۔ ان کی استعداد کار اور کام پر شک نہیں کیا جا سکتا۔

6- کسی بھی پی ٹی سی ٹیچر کو محکمہ سے فارغ کیا جا رہا ہے اور نہ ہی کوئی کاغذی کارروائی کی جا رہی ہے۔

7- تمام مانیٹرنگ ٹیمیں جس میں CM روڈ میپ کی ٹیم بھی شامل ہے اس بات پر متفق ہیں کہ پنجاب میں اساتذہ کی حاضری خطے میں موجود تمام ممالک کے اساتذہ کی حاضری سے زیادہ ہے۔

8- جہاں تک 7000 ایلیمنٹری اساتذہ کے فالتو ہونے کا تعلق ہے اس حوالے سے باور کروایا جاتا ہے کہ یہ ٹیچرز ہرگز فالتو نہ ہیں بلکہ انگلش، میتھ، سائنس، ڈرائینگ اور PET کی کیٹیگری میں مزید ایلیمنٹری ٹیچرز بھرتی کئے جا رہے ہیں تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ سکولوں میں اساتذہ کی کمی نہ ہو۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ جواب پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے پڑھ کے سنایا ہے یہ محکمے کا مؤقف ہے لیکن زمینی حقائق اس کے مطابق نہیں ہیں۔ پچھلے دنوں اس چیز کو cater کرنے کے لئے rationalization and re allocation policies متعارف کروائی گئیں اس کا مقصد ہی یہ تھا کہ محکمے نے کہا ہے کہ یہ سات ہزار ایلیمنٹری ٹیچرز جن کا میں نے ذکر کیا ہے یہ فارغ ہیں، ان کو کھپایا جائے۔ اگر وہ فارغ نہیں تھے تو ان کو کھپانے کی کیا ضرورت تھی؟ اس میں بہت serious allegation ہیں اور حقیقتاً ایسا ہوتا ہے کہ لوگ ہم سے ملتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ جو فنڈز ان کے نام پر آتے ہیں وہ ان کو نہیں ملتے اور بھی اس طرح کی چیزیں ہیں۔ وزیر اعلیٰ کی اتنی محنت اور فنڈز مختص کرنے کے باوجود نتائج اس کے مطابق نہیں آ رہے کیونکہ اگر اس کی روح کے مطابق عمل ہو اور جیسا کہ یہاں پر کہا جا رہا ہے ایسا ہی ہو تو یقیناً یہاں پر دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہوں اور ہمارا معیار تعلیم بہت اوپر چلا گیا

ہوا اگر ایسا نہیں ہو رہا تو یہ سب اسی وجہ سے ہے۔ میری یہ درخواست ہوگی اگر اس کی محکمہ انکوائری hold کر لے کیونکہ یہ بہت serious allegations ہیں کہ یہ فنڈز جو اساتذہ کے نام پر جا رہے ہیں لیکن ان کو نہیں مل رہے ہیں تو اس کا کوئی بہتر نتیجہ آ جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس میں عرض یہ ہے کہ جتنا بھی یہ پروگرام launch کیا گیا ہے تو ہمارے جو پرانے میٹرک پی ٹی سی ٹیچر ہیں ان کے تربیت دینے یا تعلیم دینے کے عمل کو بہتر کرنے کے لئے ہے چونکہ یہ ابھی مارچ میں ہوئی ہے تو اس کا result بھی آئے گا اور بہتری بھی ہوگی۔ جہاں تک یہ کہتے ہیں کہ embezzlement ہوئی ہے یا اس پروگرام کے مطابق درست طور پر عمل نہیں کیا گیا یا irregularities ہوئی ہیں تو انشاء اللہ ہم ڈیپارٹمنٹ کو لکھ دیتے ہیں کہ اس کی انکوائری کریں اور دیکھیں کہ جہاں کہیں غلطی اور embezzlement ہوئی ہے تو اس کا حسب ضابطہ تدارک کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ متعلقہ ڈی سی او، سیکرٹری اور محکمہ کو لکھیں کہ اس کی انکوائری کروائیں۔ میں اس تحریک التوائے کار کو dispose of کر رہا ہوں لیکن یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ اس کی انکوائری ہونی چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! سیکرٹری سکولز ایجوکیشن کو لکھ دیتے ہیں کہ ذاتی طور پر اس کو inquire کر کے بتائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ اس کو follow کیجئے گا۔ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 230/15 جناب احمد شاہ کھگہ صاحب، چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی ہے۔

سمبڑیال تھانہ بیگووالہ کے علاقہ میں گدھوں کی کھال اتارنے کے واقعہ پر زمینداروں کا احتجاج

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ " نئی بات" مورخہ 19-مارچ 2015 کی خبر کے مطابق گزشتہ چند ماہ سے سمبڑیال و نواحی

مضافات سے رات کو زمینداروں کے ڈیروں سے گدھوں کے پراسرار طور پر غائب ہونے سمیت بعد ازاں ان کی کھالیں اتار کر باقیات پھینکنے کا سلسلہ تواتر سے جاری ہے اور گزشتہ رات بھی تھانہ بیگو والہ کے علاقہ کوٹلی جوئیاں کے رہائشی زمینداروں اور نواں پنڈ کے رہائشی کے ڈیرہ سے نامعلوم افراد نے سات گدھے چُرا کر ان کی کھالیں اُتار لیں جس سے زمینداروں نے احتجاج کیا ہے جبکہ عوام کی اکثریت دیگر شہروں میں مبینہ طور پر گدھوں کے گوشت کی فروخت کے حوالے سے میڈیا پر خبروں کی اشاعت کے بعد چھوٹے بڑے گوشت کی خریداری سے گریزاں نظر آتے ہیں اور ہوٹلوں پر کھانوں سمیت برگر شوارما، تکہ کباب سمیت گوشت سے تیار ہونے والی دیگر اشیاء کی خرید میں بھی دلچسپی نہیں لے رہے ہیں۔ گدھوں کے علاوہ دوسرے حرام جانوروں کے گوشت کی فروخت کی خبریں بھی آ رہی ہیں جس سے عوام خوف وہراس میں مبتلا ہیں۔ عوامی حلقوں نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت پنجاب متعلقہ اداروں کو فوری کارروائی کرنے کی ہدایت کرے اور اس کاروبار میں ملوث افراد کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے لیکن ان کی request آئی تھی کہ ان کی والدہ بیمار ہیں لہٰذا ان کی دو تحاریک ہیں اس لئے دونوں تحاریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 235 میاں طارق محمود صاحب کی ہے۔

گجرات ڈنگہ کنجاہ مٹو انوالی روڈ سیکر والی کے مقام پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے سے حادثات میں اضافہ

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مٹو انوالی روڈ سیکر والی کے مقام پر گاڑیوں کے لئے انتہائی خطرناک بن گیا، متعدد گاڑیاں اسی مقام پر حادثہ کا شکار ہوئی ہیں۔ تفصیل یوں ہے کہ ضلع گجرات ڈنگہ کنجاہ مٹو انوالی روڈ سیکر والی کے مقام پر سڑک پر بڑے بڑے گڑھے بن چکے ہیں، سڑک کی حالت انتہائی خستہ اور زبوں حالی کا شکار ہے۔ اس سڑک پر

روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں گاڑیاں گزرتی ہیں، متعدد گاڑیاں اس مقام پر حادثہ کا شکار ہو چکی ہیں جس کے بارے میں اعلیٰ حکام کے نوٹس میں لایا جا چکا ہے لیکن اب تک کوئی خاطر خواہ پیشرفت نہ ہوئی ہے۔ ذرائع سے یہ معلوم ہوا ہے کہ سڑک کی تعمیر کے دوران ٹھیکیدار نے انتہائی ناقص مٹیریل استعمال کیا جس کے باعث یہ سڑک دنوں ہی میں ناقابل استعمال ہو گئی ہے اور اب اس سڑک پر گاڑیوں اور مسافروں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اہل علاقہ کے مکینوں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ فی الفور سیکر والی کے مقام پر بلاعذر سڑک کو نئے سرے سے تعمیر کیا جائے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 236 بھی میاں طارق محمود صاحب کی ہے۔

ایلیٹ ٹریننگ سکول بیدیاں روڈ لاہور میں دوران ٹریننگ وفات پانے والے کانسٹیبلوں کے ورثاء کو قانونی مراعات دینے کا مطالبہ

میاں طارق محمود: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب کے سرکاری ملازمین جو دوران سروس انتقال کر جاتے ہیں ان کے خاندان کے ایک فرد کو ملازمت دی جاتی ہے۔ شادی شدہ ہونے کی صورت میں بیٹا، بیٹی، بیوہ اور غیر شادی شدہ ہونے کی صورت میں بہن یا بھائی شامل ہے لیکن محکمہ پولیس اس rule کی تشریح اس کے برعکس کر رہا ہے۔ پولیس ملازمین دوران سروس انتقال یا شہید ہونے کی صورت میں ان کے خاندان کے کسی بھی فرد کو ملازمت نہیں دی جاتی جو کہ صوبہ بھر کے تمام پولیس ملازمین کے ساتھ ناانصافی ہے بلکہ کھلا تضاد ہے اور Police Rules کو تبدیل کرنے کی اشد ضرورت ہے کیونکہ Police Rules میں اگر ملازمت کرتے ہوئے، ریڈ کرتے ہوئے، دفاع کرتے ہوئے یا ٹریننگ کے دوران انتقال کر جائے تو اسے شہید کا درجہ دینے کا اختیار پولیس افسران کے پاس ہے جو اپنے اختیار کا استعمال اپنی پسند یا ناپسند کی بنیاد پر کرتے ہیں۔ پنجاب پولیس کے اعلیٰ افسران نے دو پولیس ملازمین جو دوران ملازمت اور دوران ٹریننگ انتقال کر گئے ان کو تاحال کوئی

مراعات دی ہیں اور نہ ہی ان کے خاندانوں کے کسی فرد کو ملازمت اور پنشن، ماہانہ گرانٹ و دیگر قانونی مراعات دی گئی ہیں بلکہ پولیس افسران لیت ولعل سے کام لے رہے ہیں۔ان دونوں پولیس ملازمین کی تفصیل یہ ہے کہ ایلیٹ ٹریننگ سکول بیدیاں روڈ لاہور میں ٹریننگ حاصل کرنے والے غیر شادی شدہ کانسٹیبل نمبر 18755/C کی شہادت کے وقت ان کے گھر آنے والے پولیس افسران نے کانسٹیبل کی والدہ کو یہ یقین دہانی کروائی کہ آپ اپنے بیٹے کو دفنادیں کیونکہ یہ شہید ہوا ہے اور ہم اس کو شہید کے برابر مراعات دلوائیں گے۔اس وعدہ کے باوجود اس کی والدہ کو ابھی تک قانونی گرانٹ ادا کی جارہی ہے اور نہ ہی اس شہید کانسٹیبل کے بھائی کو کوئی ملازمت فراہم کی جارہی ہے۔

جناب سپیکر! دوسری تفصیل اس طرح ہے کہ دوران سروس encounter ہونے والے سب انسپکٹر محمد رفیق بھٹی جو تھانہ شادباغ لاہور انوسٹی گیشن میں تعینات تھا جس کو زیر حراست ملزمان نے فائرنگ سے شہید کر دیا تھا۔اُس کی بیوہ کو ابھی تک کوئی مراعات اور گرانٹ نہیں دی گئی جو قانونی طور پر حقدار ہے۔ پنجاب پولیس لاہور کے متعلقہ افسران اور اہلکاران نے ان دونوں خاندانوں کو دو سے تین سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود ابھی تک ان کو شہید ہونے یا نہ ہونے کے جھنجٹ میں پھنسایا ہوا ہے۔ اس طرح ان دونوں شہید ہونے والے ملازمین کے قانونی وارثان در بدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہیں کیونکہ شہید کانسٹیبل نمبر 18755 خیام رزاق کی والدہ نے وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھی انصاف کے لئے اپنے واجبات کی ادائیگی کی خاطر درخواستیں دی ہیں مگر محکمہ کے متعلقہ اہلکاران غلط رپورٹیں بنا کر اپنے افسران کو مطمئن کر دیتے ہیں۔اس کے علاوہ بھی سینکڑوں ملازمین پنجاب جو کہ دوران سروس وفات پائے ہیں یا شہید ہوئے ہیں، کی families کو رسوا کیا جارہا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 239/15 جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب کی ہے۔

رحیم یار خان شہر میں ساڑھے تین ارب روپے سے مکمل ہونے والی سیوریج سکیم فلاپ ہونے سے شہریوں کو پریشانی کا سامنا

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ شہر رحیم یار خان میں کچھ عرصہ قبل 3.5۔ارب روپے کی مالیت سے مکمل ہونے والی میگا سیوریج سکیم جو اپنی تکمیل کے فوراً بعد فلاپ ہو گئی ہے۔ آج کل یہ سکیم شہریوں، ضلعی انتظامیہ اور ٹی ایم اے کے لئے دردِ سر بنی ہوئی ہے۔ تقریباً 2۔ارب روپے کے تخمینہ سے شروع ہو کر 3.5۔ارب روپے تک پہنچنے کے باوجود یہ سکیم مؤثر نہ ہونے سے شہر کے بعض پوش علاقوں سمیت شہر کا بیشتر حصہ اکثر جوہڑ کا منظر پیش کر رہا ہے۔ مذکورہ سیوریج سکیم کی تقریباً ڈیڑھ کلو میٹر لمبی پائپ لائن ناقص منصوبہ بندی کے باعث ناقابل استعمال ہونے سے ٹی ایم اے نے متبادل پائپ لائنیں ڈالی ہیں لیکن ان کی استطاعت بہت کم ہونے کے باعث یہ فارمولا کامیاب نہ ہو سکا۔ مذکورہ سیوریج سکیم کی تحقیقات کے لئے وزیراعلیٰ معائنہ ٹیم دو دفعہ رحیم یار خان آ کر اس کی تحقیقات کر چکی ہے لیکن حیران کن طور پر یہ تحقیقاتی رپورٹ آج تک منظر عام پر نہ آ سکی ہے۔ تاہم اس سیوریج سکیم سے کئی گھروں نے لاکھوں اور کئی گھروں نے کروڑوں روپے کمائے مگر شہری ابھی تک اس سکیم سے استفادہ کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے ہیں۔ اس 3.5۔ارب روپے کے ضیاع کے ذمہ داران افسران اور دیگر ملازمین و ٹھیکیدار اسی جگہ پر کام کر رہے ہیں کیونکہ ان کی back پر سیاسی اثر و رسوخ ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending فرما دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

میاں طاہر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

فیصل آباد میں پکڑے جانے والے ٹارگٹ کلرز کو بچانے کے لئے سیاسی اثر ورسوخ کا استعمال

میاں طاہر: جناب سپیکر! فیصل آباد میں ایک بہت اہم مسئلہ چل رہا ہے جس کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ فیصل آباد کے شہریوں کو کچھ عرصہ سے target killing کا نشانہ بنایا جارہا تھا۔ آج وزیر داخلہ کو ڈھونڈتے ہوئے مجھے تقریباً تین چار دن ہو گئے ہیں لیکن میں اُن کو ملنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ فیصل آباد میں مقامی پولیس نے کچھ ٹارگٹ کلرز پکڑے ہیں جن کے متعلق پتا چلا ہے کہ انہیں بچانے کے لئے سیاسی اثر ورسوخ بھی استعمال کیا جارہا ہے۔ خدارا فیصل آباد کے شہریوں کو ان ٹارگٹ کلرز سے بچایا جائے کیونکہ تقریباً 26 افراد کو وہ موت کے گھاٹ اتار چکے ہیں اور وہ خود یہ تسلیم کر چکے ہیں۔ اب کچھ لوگ اس معاملے کو دبانے کے لئے دباؤ ڈال رہے ہیں تو میری آپ سے گزارش ہے کہ مہربانی کر کے وزیر داخلہ کو ایک تو پابند کریں کہ جب اسمبلی اجلاس ہو، کیونکہ یہ ایسے معاملات ہیں کہ لوگوں کی زندگیوں کا مسئلہ ہے تو انہیں بھی موجود ہونا چاہئے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب! آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن آج ان کی کوئی مجبوری تھی جس کی وجہ سے وہ آج یہاں پر نہیں آسکے۔ بہر حال لاء منسٹر صاحب یہاں پر موجود ہیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ کچھ ٹارگٹ کلرز پکڑے گئے ہیں اور کچھ ابھی باقی ہیں تو مہربانی کر کے وہ اس بات کی یقین دہانی کروائیں کہ باقی ٹارگٹ کلرز کو بھی جلد از جلد گرفتار کر کے انہیں قانون کے کٹہرے میں لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو پتا ہے کہ آج "ایپکس کمیٹی" کی میٹنگ اسلام آباد میں تھی اس لئے ہوم منسٹر وہاں پر تشریف لے گئے ہیں جبکہ ہوم سیکرٹری بھی اسی میٹنگ میں اسلام آباد ہیں۔ ان سے ان کے معاملہ کی مکمل تفصیل لے لیتا ہوں اور اسے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو convey بھی کر دوں گا اور اپنے طور پر میں جو کر سکتا ہوں وہ بھی انشاء اللہ کر دوں گا۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ایک نہایت اہم گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کھاد کی بلیک ہو رہی ہے اور کھاد کی بوریوں کے مختلف rates charge کئے جا رہے ہیں۔ اسی طرح pesticide ایک تو adulterated ہیں اور دوسری یہ ہے کہ ان کی قیمتیں حکومت ریگولیٹ نہیں کر رہی بلکہ کمپنیاں اپنی مرضی سے اس کی قیمتیں لگاتی ہیں۔ کوئی definite price ان کی لکھی ہوئی نہیں ہے مثلاً وہ اگر -/100 روپے کی لاتے ہیں تو -/1000 روپے کی فروخت کرتے ہیں۔ Sub standard کمپنیاں ہیں اور زیادہ تر adulterated pesticides مل رہی ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ کھاد اور ادویات، ایک تو حکومت notify کرے کہ یہ pesticide standard medicines ہیں اور صرف انہیں فروخت کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ان کے اوپر وہ قیمتیں درج ہوں، حکومت ان کو ریگولیٹ کرے کہ جو قیمت اوپر لکھی گئی ہے وہ end buyer جو ہے وہ کھاد کے بھی اور pesticides کے بھی rates pay کرے گا۔ ایک اور میری نہایت احترام سے گزارش ہے کہ منسٹرز صاحبان with few exceptions ادھر آتے ہی نہیں ہیں اور جب بھی بات کرتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ بات یہ ہے کہ آپ بار بار ایک ہی بات کو ایسے نہ کریں۔ سارے منسٹرز صاحبان یہاں پر موجود ہیں۔ سیکرٹری زراعت سے یہ متعلقہ ہے تو سوموار کے دن وہ یہاں پر ہوں گے اور میں ان سے اس چیز کا جواب لوں گا۔ انشاء اللہ۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو متعارف ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

Introduction of Bills and Laying of Audit Report. A Minister may introduce the University of Sahiwal Bill, 2015.

مسودہ قانون ساہیوال یونیورسٹی 2015

MINISTER FOR ZAKAT AND USHR (Malik Nadeem Kamran): Mr Speaker! I introduce the University of Sahiwal Bill, 2015.

MR ACTING SPEAKER: The University of Sahiwal Bill, 2015 has been introduced in the House under the rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Education for report within one month.

Now, Minister for Law may introduce the University of Jhang Bill, 2015.

مسودہ قانون جھنگ یونیورسٹی 2015

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I introduce the University of Jhang Bill, 2015.

MR ACTING SPEAKER: The University of Jhang Bill, 2015 has been introduced in the House under the rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Education for report within two month. Laying of Audit Report.

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

MR ACTING SPEAKER: Laying of the Special Audit Report on the Accounts of Livestock Experimental Stations, Livestock and Dairy Development Department, Government of the Punjab for the audit year 2008-09. Minister for law!

محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ حکومت پنجاب کے تجرباتی سٹیشنز کے حسابات کے بارے میں سپیشل آڈٹ رپورٹ برائے سال09-2008کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I lay the Special Audit Report on the Accounts of Livestock Experimental Stations, Livestock and Dairy Development Department, Government of the Punjab for the audit year 2008-09.

MR ACTING SPEAKER: The Special Audit Report on the Accounts of Livestock Experimental Stations, Livestock and Dairy Development Department, Government of the Punjab for the audit year 2008-09 has been laid and is referred to the Public Accounts Committee No. 1 for examination and report within one year.

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احسن ریاض فتیانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے 2013میں ایک قرارداد tableکی تھی جو کہ ایوان نے متفقہ طور پر پاس کی تھی regarding environment issues in Faisalabad سمندری main drainسے سمندری main drainگزرتی ہے مدوآنہ سمندری main drainجس سے around 4/5ملین لوگوں کی زندگیوں پر اثر پڑ رہا ہے اور وہاں پر ساری فصلیں خراب ہو رہی ہیں۔ اس پر آج تک اس اسمبلی کو apprise نہیں کیا گیا جس کا ڈیپارٹمنٹ bound تھا۔ دو دفعہ یہاں سے reminderبھی بھجوایا گیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: کون سا محکمہ تھا؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! محکمہ تحفظ ماحول سے متعلق تھا۔ خوش قسمتی سے آج وزیر خزانہ بیٹھے ہوئے ہیں تو انہوں نے اسمبلی کے ملازمین کا جو issueچل رہا ہے implementation

law of کا تو اس کے متعلق کہا تھا کہ اس کی ایک دو دن میں رپورٹ آ جائے گی۔ میرا خیال ہے کہ اس کی رپورٹ آ گئی ہو گی تو kindly وہ بتا دیں کیونکہ انہوں نے کہا تھا کہ کل رپورٹ آ جائے گی تو آج اس بات کو دو تین دن ہو گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ نے کوئی commitment کی تھی؟

وزیر خزانہ/قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! Chinese delegations آئے ہوئے ہیں اور صوبائی حکومت کے finalize contracts ہو رہے ہیں تو سیکرٹری لاء دو دن سے ان کے ساتھ مصروف ہیں۔ وہاں سے ابھی رپورٹ نہیں آئی جونہی آتی ہے تو ہم پیش کر دیتے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اس میں implementation کی بات تھی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! اس کو سوموار تک pending کر لیتے ہیں کیونکہ منسٹر صاحب commitment کر رہے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! انہیں سوموار تک کے لئے bound کریں کہ یہ رپورٹ ضرور پیش کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل۔ میں نے کہہ دیا ہے۔ آج کے اجلاس کا اگلا آئٹم پری بجٹ بحث ہے اور جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ پری بجٹ بحث مورخہ 27 اور 30-مارچ، یکم اور 2-اپریل 2015 کو ہوئی تھی اور آج بھی یہ بحث جاری رہے گی۔ پہلے معزز ممبران سے تجاویز لی جائیں گی اور آخر میں وزیر خزانہ اس بحث کو wind up کریں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

لائیو سٹاک تجرباتی سٹیشنز کی آڈٹ رپورٹ پر تحفظات

سردار وقاص حسن موکل: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر آج Special Report on the Accounts of Livestock Experimental Stations, پر وضاحت کرنا

چاہتا ہوں کیونکہ آڈٹ رپورٹ آج ہی lay ہوئی ہے اس لئے میں یہ چاہوں گا کہ اس پر بات کر سکوں کیونکہ اس کے اندر بہت سے مسئلے ہیں تو آپ مجھے اجازت دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ بات کریں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ کہوں گا کہ ڈیپارٹمنٹ کے اندر جو اس وقت معاملات چل رہے ہیں، ان کا اتنا بُرا حال ہے کہ یہاں کا جو CEO designate ہوا ہے اسے ہائیکورٹ کے orders کے ساتھ suspend کیا گیا ہے اور سیٹ vacate کرنے کا کہا گیا ہے۔ یہ ایک پبلک لمیٹڈ کمپنی ہے جو سیکشن 42 کے against بنی ہوئی ہے۔ اس وقت وہاں پر چیف آپریٹنگ آفیسر ہی کرتا دھرتا ہے جو کہ اکاؤنٹس آفیسر کی پوسٹ پر 2011 میں ہائر ہوا تھا اور آج وہ چیف آپریٹنگ آفیسر ہے اور ساتھ ساتھ وہ دو ڈیپارٹمنٹس کا جنرل مینجر ہے جن میں جنرل مینجر farm production اور جنرل مینجر seed servicing capacity building ہے۔ آڈٹ رپورٹ یہ ہے اور آڈیٹر جنرل نے کہہ دیا ہو گا کہ سب ٹھیک ہے۔ میرے پاس figures prove ہیں جس کے اندر ثابت ہو سکتا ہے کہ ایک اکاؤنٹس آفیسر چیف آپریٹنگ آفیسر تک صرف اس لئے پہنچایا گیا کہ وہ تمام قسم کی financial embezzlement کو تحفظ دے۔ اس کے علاوہ H.R کمیٹی کی کوئی رپورٹ نہیں ہے جس کے اندر کہا گیا ہو کہ چار سال میں ایک بندے نے پانچ consecutive promotions دے کر دو ایڈیشنل ڈیپارٹمنٹس کا جی ایم بنا دیا جائے۔ سات ایڈوائزرز ہیں، وزیر اعلیٰ پنجاب کے پاس سات ایڈوائزرز نہیں ہوں گے لیکن ایک ڈیپارٹمنٹ کے پاس سات ایڈوائزرز ہیں تو یہ کیسے ہو رہا ہے؟ آڈٹ رپورٹ کچھ اور کہہ رہی ہے جبکہ زمینی حقائق کچھ اور کہہ رہے ہیں۔ یہ پبلک کا پیسا ہے، tax payers money ہے اور میں بطور ممبر پنجاب اسمبلی گوارا نہیں کر سکتا اور آپ سے request کروں گا کہ آپ اس کے اندر انکوائری کروائیں۔

جناب سپیکر! Concept of interest کی بات آپ کو بتاتا ہوں کہ جو Chairman of the Board ہیں وہ ایک پرائیویٹ ملٹی نیشنل کمپنی کے بھی چیئرمین ہیں۔ ان کا سرگودھا میں فیض آباد کے مقام پر ایک فارم ہے جہاں سے دودھ ملٹی نیشنل کمپنی کو ٹکے ٹوکریوں دیا جاتا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: موکل صاحب! آپ ایک کام کریں کہ مجھے تحریری طور پر یہ دیں تو میں خود اس پر رپورٹ لوں گا۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں آپ کو تحریری طور پر دے دوں گا۔ میری ایک request صرف اتنی سی ہے کہ آپ ایک کمیٹی بنادیں اور میں وہاں پر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: موکل صاحب! اس حوالے سے پہلے ہی ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے تو میں اس کمیٹی کو ہی refer کر دیتا ہوں۔ آپ کی جو reservations ہیں وہ آپ تحریری طور پر مجھے دیں۔ میں اس کمیٹی کو بھجوا دیتا ہوں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

بحث

پری بجٹ بحث

(۔۔۔جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ آج جمعہ ہے اس لئے ہم pre budget discussion کا آغاز کرتے ہیں۔ جناب شکیل آئیون!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب رمیش سنگھ اروڑا صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ)!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، محترمہ تمکین اختر نیازی صاحبہ!

محترمہ تمکین اختر نیازی: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں زراعت کے بارے میں تھوڑی سی تجاویز دینا چاہوں گی تعلیم اور صحت کے شعبے نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ Emphasis زراعت کے ذریعے معیشت کی بحالی پر ہونا چاہئے، پاکستان کی سب سے بڑی economic activity زراعت کے ذریعے ہی ہوتی ہے۔ اس کو آگے لے کر چلنے کے لئے حکومت بہت سی تدابیر کر رہی ہے جس میں Foreign Direct Investment بہت اچھا source ہے لیکن ملکی حالات کی وجہ سے اس پر اس مالی سال میں 3.8 فیصد کمی واقع ہوئی ہے یعنی Foreign Direct Investment ٹوٹل 615.5 فیصد حاصل ہوئی جو بہت ہی کم ہے اسی طرح ہم foreign remittances پر اور قرضوں پر depend نہیں کر سکتے لہٰذا زراعت کو آگے لے کر چلنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ جو research اور demonstration farms ہیں اُن کو Agricultural Universities اور research centres کے حوالے کر دینا چاہئے جہاں اس پر research ہو اور farming techniques develop ہوں اور آج کل farming techniques میں hydroponic farming بہت مشہور ہو رہی ہے جس سے ایشیا اور یورپ میں

بہت فائدہ اُٹھایا گیا ہے۔ ہمارے Neighboring countries میں بھی اس پر بہت research ہوئی ہے اور پاکستان کو ان کے تجربات سے فائدہ اُٹھانا چاہئے کیونکہ اس کو اگر ہم سستا بنانے کے لئے simplify اور indigenize کر لیں تو Agriculture University کے سٹوڈنٹ کو invite کریں تاکہ وہ hands on experience لے کر farmer کو educate کریں اور demonstrate کر کے اُن کو یہ بتائیں کہ کس طرح farms incomes بڑھائی جا سکتی ہیں۔ اس میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ 70 فیصد پانی کی کم consumption ہے اور 70 فیصد ہی زیادہ yield ہے جو traditional farming سے 70 فیصد زیادہ ہے تو canning اور food processing پر بھی توجہ کی اشد ضرورت ہے میں بس یہی دو suggestion دینا چاہتی تھی۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب محمد ثاقب خورشید صاحب!

جناب محمد ثاقب خورشید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! الحمد للہ ہماری حکومت نے پچھلے دور میں بجٹ کے سلسلے میں تجاویز کا جو نیا روپ طے کیا ہے اس کے مطابق ہمارے ممبران اسمبلی کی طرف سے جو تجاویز دی جا رہی ہیں پچھلے سال بھی صوبائی وزیر خزانہ اور حکومت پنجاب نے کافی غور و خوض کے بعد شامل کیا یہ اچھی روایات ہیں۔ میں اس پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور میں اپنے حلقہ وہاڑی کے لئے کچھ تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ اگر دیکھا جائے تو وہاڑی جنوبی پنجاب کا tail کا ضلع ہے اور اگر سدرن پنجاب دیکھا جائے تو اُس میں بھی وہاڑی درمیان میں آتا ہے اس لئے کافی نظر انداز کیا گیا ضلع ہے تو میری گزارش ہے کہ وہاں بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کا سب کیمپس بنایا جائے تاکہ جو بچیاں ملتان، لاہور اور بہاولپور پڑھنے جاتی ہیں اُنہیں وہاڑی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے مواقع ملیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح میری ایک اور تجویز ہے کہ وہاڑی میں میڈیکل کالج کا اجراء کیا جائے کیونکہ ہمارے ہاں ڈی ایچ کیو ہسپتال کے 500 بیڈ مکمل ہو چکے ہیں جو 30۔ جون کو ہمیں handover ہو جائیں گے تو میری گزارش ہے کہ وہاں میڈیکل کالج کا اجراء کیا جائے۔ سٹی وہاڑی کا سیوریج کا نظام بالکل درہم برہم ہے جو عرصہ 65 سال پرانا ہے تو اُس کو comprehensive سیوریج سکیم دی جائے جس کا estimate وزیر اعلیٰ آفس پہنچ چکا ہے براہ مہربانی اُس کو بھی بجٹ 16-2015 ADP میں شامل کیا جائے۔ اسی طرح زراعت کا وہاں بہت بڑا ریسرچ سنٹر ہے لیکن اُس میں سٹاف کی بھی کمی ہے اور ریسرچ سنٹر کے لئے کوئی خاطر خواہ کام نہیں ہو رہا۔ اُس سلسلے میں محکمہ زراعت کو ہدایت کی جائے کہ وہاڑی کے ریسرچ سنٹر کو اپ گریڈ کیا جائے اور اُس کو uplift کر کے زیادہ مؤثر بنایا جائے۔ میری وزیر اعلیٰ

پنجاب سے گزارش ہے کہ وہ وہاڑی کے لئے کوئی خصوصی پیکج دیں جس سے وہاڑی ضلع میں خاطر خواہ ترقی ہو اور وہ بھی ترقی کے دائرہ میں شامل ہو۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی سردار وقاص حسن موکل صاحب!

سردار وقاص حسن موکل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں زیادہ لمبی تقریر نہیں کروں گا لیکن میں وزیر خزانہ صاحب سے تھوڑے سے سوالات کرنا چاہتا ہوں۔ میرا پہلا سوال یہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں سوالات نہ کریں تجاویز دیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! پہلے سوالات پھر تجاویز۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں سیدھا تجویز پر ہی آجائیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! صرف نالج کے لئے چاہتا ہوں اگر clarity آجائے تو میں بہتر تجاویز دے سکوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جو آپ پوچھنا چاہ رہے ہیں وہ میں آپ کو بتا دوں گا آپ تجاویز پر آجائیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! پھر میں آپ سے اپنی clarity کے لئے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جو پچھلے سال ممبران نے یہاں ایوان میں تجاویز دی تھیں اُن میں سے کتنی تجاویز actual اُس بجٹ کے اندر include ہوئیں؟ اگر مزید ہمیں اُس کے کوئی reference دے سکیں تو میرے لئے بہت بہتر ہوگا تاکہ میں اُس کے مطابق زیادہ بہتر اپنی تجاویز dedication کے ساتھ دے سکوں۔

جناب سپیکر! دوسری میری تجویز یہ ہوگی کہ کیا یہ اچھا نہ ہوتا کہ اس ایوان کو وزیر خزانہ پہلے apprise کرتے کہ اب تک پچھلے سال کے بجٹ میں کتنی allocations میں سے فنڈز utilize ہو چکے ہیں۔ کس کس محکمہ میں صوابدید پر ہوئے ہیں، کس کس محکمہ میں existing planned scheme کے تحت ہوئے ہیں اور کس کس محکمہ میں unplanned scheme کے تحت ہوئے ہیں؟ چونکہ ہم اس صوبہ کے فنانس اور فنڈز کے custodian ہیں اور ہمارے اوپر ذمہ داری آتی ہے کہ ہمیں پتا ہونا چاہئے جب ہمارے حلقہ کے عوام یہ پوچھتے ہیں کہ آپ لوگوں نے ہمارے حلقے کے لئے کیا کیا تو ہم جواب دے سکیں کہ حکومت نے ضلع قصور، ملتان، فیصل آباد اور ضلع لاہور کے لئے اتنے پیسے allocate کئے تھے اور وہ پیسے اس وقت یہاں پر لگ رہے ہیں میرے پاس تو اس کا جواب نہیں ہے۔ اگر

کسی اور ممبر کے پاس اس کا جواب ہے تو وہ please میرے ساتھ share کرے تاکہ میں مثال دے سکوں۔

جناب سپیکر! یہ میری تجویز تھی اس کے بعد میں یہ کہوں گا کہ اس وقت میری اطلاع کے مطابق ہم سب یہاں ایوان میں بیٹھ کر تجاویز پر تجاویز دیئے جا رہے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ بجٹ بن چکا ہے۔ اُس کے اندر ایک فیصد ترمیم کی بھی situation یا position نہیں ہے تو ہم کیوں وقت ضائع کر رہے ہیں؟ اس سے بہتر ہے کہ ہم کسی اور کام پر دھیان دیں، ملک کے حالات اور لاء اینڈ آرڈر پر کچھ کر لیں۔ شیخ صاحب نے تقریر کی کہ میرے ضلع میں تحصیل چونیاں کی جو شوگر مل ہے ایک سو کروڑ روپے کی نادہندہ ہے۔ وہ غریب کسان جس نے پورا سال ایک فصل لگائی وہ اس وقت یہاں پر ٹکریں مار رہا ہے۔

جناب سپیکر! میری تجویز یہی ہے کہ جب آپ کو مجھے اور تمام ایوان کے ممبران کو معلوم ہے کہ یہاں پر اس پری بجٹ اجلاس کا کوئی فائدہ نہیں ہے تو پھر ہم یہ بحث کیوں کر رہے ہیں یہ آپ مجھے بتا دیں یا وزیر خزانہ بتا دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ اپنی تقریر میں اس کا جواب دیں گے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! تیسری چیز تجاویز کے نقطہ نظر سے میں یہ on record بات کرنا چاہتا ہوں کہ میں کوئی تجویز اس لئے نہیں دوں گا کیونکہ مجھے حقیقت کا پتا ہے کہ وہ تجویز include ہونی ہے اور نہ ہی consider ہونی ہے۔ تیسری سب سے بڑی بات اپوزیشن تو ویسے ہی پنجاب پاکستان کا حصہ ہی نہیں ہے۔ ہمارے ممبران جو یہاں ہیں اور جو نہیں ہیں ان کے ساتھ ابھی تک 1875 کی سیاست چلائی جا رہی ہے کہ اپوزیشن کے ممبران کو ایک ٹکا نہ لگاؤ کیونکہ انہوں نے اگر خدانخواستہ اپنے نام کی تختی کسی سڑک پر لگوالی تو پھر یہ چیف منسٹر، پرائم منسٹر یا صدر کے لئے چلے جائیں گے۔ یہ ہم پر نہ سہی اس حلقے کی عوام پر ہی کچھ رحم کریں۔ یہ ایم این ایز کا دائرہ کار نہیں بنتا، ایم این ایز اور ہمارا دائرہ کار سکول، سولنگ، نالی اور سڑک نہیں ہے لیکن اگر ہماری وساطت سے کوئی ایک کام ہو سکتا ہے تو اس میں کیا حرج ہے؟ میں آپ کو چھوٹی سی on record مثال دوں گا کہ اس وقت پورے پنجاب میں بھل صفائی کا کام شروع ہو چکا ہے۔ آپ آج کا دن نوٹ کر لیں وہ بھل صفائی پندرہ دن بعد ختم ہو جانی ہے اور میں سولہویں دن آپ کو with evidence ثابت کروں گا کہ at least میرے حلقے کی نہر میں اگر ایک انچ کا بھی کام ہوا ہو۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اپوزیشن کا

ایم پی اے ہوں اس لئے میری کسی نے نہیں سننی۔ حکومت کو کیا پڑی ہے کہ وہ میری بات کو importance دے؟ وہاں پر کوئی سیاہ کرے، سفید کرے تمام محکموں نے "لٹّو اور پھٹّو" کی پالیسی چلائی ہوئی ہے۔ ہماری یہاں پر کوئی شنوائی ہے اور نہ ہی وہاں پر ہے ان کو تو ویسے ہی کوئی احساس نہیں ہے۔ اس وقت یہاں پر 56 اپوزیشن کے ممبران ہیں اور ہر حلقے میں آبادی کی average ساڑھے تین لاکھ ہے۔ یہاں کروڑوں کی نمائندگی وہ بیٹھی ہے جن کا کسی قسم کا کوئی کام نہیں ہوا ہے۔ ہم نوکریاں مانگتے ہیں نہ کچھ اور مانگتے ہیں۔ میں اپوزیشن کے نقطہ نظر سے یہ کہتا ہوں کہ صرف اور صرف اس چیز کو consider کیا جائے کہ جو حالات وہاں پر خراب ہیں ان کی کیسے بہتری ہوگی، ہم informally کرتے ہیں formally issues کیا ہیں؟ وزیر خزانہ بتادیں کہ ہمارے حلقوں میں پیسے نہ لگا کر یہ کون سی بچت کر لیں گے، austerity drill کون سی ہو رہی ہے؟ آپ لاہور کے پراجیکٹس دیکھیں، میں مانتا ہوں اور بطور شہری اس چیز کا پورا احساس کرتا ہوں کہ اگر لاہور شہر کی بہتری ہو رہی ہے تو ہوتی رہے کیونکہ اس میں بھی پاکستانی رہتے ہیں، اس میں بھی پنجاب کے لوگ رہتے ہیں تو کیا ہمارے حلقوں میں مسلمان نہیں رہتے، پاکستان کے شہری نہیں رہتے؟ تیسرا سال ہونے کو ہے میں ذمہ داری کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ خادم اعلیٰ اپنے آپ کو خادم اعلیٰ پنجاب کہتے ہیں کیا ہم پنجاب کا حصہ نہیں ہیں اس کا کون جواب دے گا؟ اگر میں آپ سے بات نہیں کروں گا تو پھر کس سے پوچھوں گا اور کب تک ہم یہ کہتے رہیں گے؟ یہ اس بات پر آتے ہیں کہ کمیشن لیتے ہیں حالانکہ کمیشن کی بات ہی نہیں ہے، اپنی propagation کی بات نہیں ہے۔ اگر ہم عوام کے لئے کام نہیں کریں گے وہ نہ ہمیں جتوائیں لیکن کم از کم میں on the floor of the House یہ ذمہ داری اٹھانے کو تیار ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف میرے حلقے میں میری مشاورت کے ساتھ کام کروائیں، مشاورت بھی چھوڑ دیں میری request پر کام کروائیں۔ وہاں پر تختی میاں محمد شہباز شریف کی لگے گی اور میں میاں محمد شہباز شریف کا جھنڈا اٹھاؤں گا کہ انہوں نے یہ کام کرایا ہے۔ وہاں پر ہسپتال نہیں ہیں، سکول نہیں ہیں، سڑکیں نہیں ہیں اور وہاں پر نالیاں بھی نہیں ہیں۔ پچھلے دنوں بارش ہوئی ہے آپ بھی گاؤں کے رہنے والے ہیں آپ اپنے گاؤں کا اور میرے گاؤں کا موازنہ کر کے دیکھ لیں۔ مجھے بتائیں کس سے بات کی جائے، کب تک صبر کیا جائے؟ وزیر صاحب نے کہا کہ یہ ننھی منھی اپوزیشن ہے لیکن آواز تو ایک ہی بہت ہوتی ہے۔ کب تک ہم بولیں گے، کب تک یہ حکومت اس طرح سے سلوک کرتی رہے گی؟ یہ 2015 آگیا ہے یہ 1815 یا 1915 نہیں ہے آپ کیوں نہیں پوچھتے، آپ custodian ہیں، آپ پر میرا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا حکومت کا حق ہے، آپ نے کیوں

نہیں ان سے یہ پوچھا اگر میرے کسی گاؤں میں سولنگ لگ جائے گی تو کیا میں چیف منسٹر بن جاؤں گا؟ میں وزیر اعلیٰ نہیں بنوں گا، میں وزیر اعظم نہیں بنوں گا مجھے تو یہ بھی نہیں پتا کہ میں ایم پی اے بھی بنوں گا یا نہیں لیکن میں آپ کو یہ ذمہ داری سے کہہ سکتا ہوں کہ کسی سولنگ، کسی نالی سے اگر یہ تمام ممبران سمجھتے ہیں کہ یہ واپس آ جائیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ میرا تجربہ کم ہو گا، میری عمر کم ہو گی لیکن میں یہ ضرور مانتا ہوں کہ اس سے یہ حکومت دوبارہ واپس نہیں آئے گی۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ وہ آئے گی یا نہیں آئے گی لیکن ترقیاتی کام کسی چیز کی گارنٹی نہیں ہیں۔

معزز ممبران حزب اقتدار: جناب سپیکر! یہی حکومت آئے گی، آپ نہیں آئیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز، خاموشی اختیار کریں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں ممبران سے گزارش کروں گا کہ میں ان کی بہت عزت کرتا ہوں میں نے کسی پر سوال والی بات نہیں کی میں تو صرف اپنی بات، اپنے علاقے کی نمائندگی آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ تیسرا سال آنے والا ہے میرا اس پر کچھ نہیں ہے میں آپ کو کس طرح تسلی دلاؤں اگر وزیر اعلیٰ تسلی لینا چاہتے ہیں وہ لے لیں لیکن اس عوام کے ساتھ یہ زیادتی نہ کریں۔ میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ جس کشمکش، جس مجبوری، جس تکلیف سے وہ گزر رہے ہیں وہاں پر ایک روپے کا کام نہیں ہوا ہے۔ میں اپنے ایم این اے کی برائی کروں گا نہ اچھائی کروں گا لیکن بہت سارے ایسے کام ہیں جو ایم این اے نہیں کر سکتے جو پارلیمنٹیرین نے کرنے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخری بات کروں گا کہ missing facilities پر حکومت نے اربوں روپے کا بجٹ رکھا۔ میں آپ کو ذمہ داری کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میرے حلقے کے سب سے بڑے قصبے سے ایک کلومیٹر دور ایک پرائمری سکول ہے وہاں چٹیل میدان ہے کوئی درخت نہیں ہے۔ آپ اپنے بچوں کو جون جولائی کے مہینے میں کیا باہر کھڑا ہونے دیں گے؟ میں اپنے بچے کو تو نہیں کھڑا ہونے دوں گا۔ یہاں کوئی ایم پی اے اپنے بچے کو کھڑا ہونے دے گا؟ ہم اپنے بچوں کو باہر جانے سے روکتے ہیں لیکن وہ بچے وہاں پر کچی زمین پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ وہاں پر ایک کمرہ بنایا ہے جس کو وہ shed کا نام دیتے ہیں جہاں وہ اپنی کرسیاں اور میزیں رکھتے ہیں کہ کہیں بارش میں وہ بھیگ نہ جائیں۔ لاہور ڈویژن، ضلع قصور، الہ آباد شہر، لاڈی گاؤں۔ گورنمنٹ پرائمری ہائی سکول کے لئے 2015 کے بجٹ میں missing facilities میں اربوں رکھے گئے ہیں اور اس چٹیل میدان میں بچے اسی طرح بیٹھے ہوئے ہیں۔ میری ای ڈی او سے بات ہوئی انہوں نے کہا کہ میں پہنچوں گا وہ آج تک نہیں پہنچا، وہ

کیوں نہیں پہنچا کیونکہ اسے پتا ہے کہ وقاص حسن مؤکل اپوزیشن کا ممبر ہے اس کو کسی نے کیا پوچھنا ہے، اس کی وزیر تک کیا رسائی ہے، اس کے ساتھ وزیر اعلیٰ کے پاس کون جائے؟ آخر ان بچوں کی بد دعائیں تو کوئی لے رہا ہے۔ میں کیوں لوں میں نے تو اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے اور آپ کے سامنے بات رکھ دی ہے۔ میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ یہ آپ کی ذمہ داری ہے، اس ایوان کی ذمہ داری ہے کہ اگر اسی طرح سے یہ چلتا رہا میں تو اپنے لئے کچھ نہیں کہہ رہا لیکن ان بچوں کا سوچیں، اپنے مستقبل کا سوچیں، یہ سوچنا پڑے گا، اس حکومت کو سوچنا پڑے گا، اب سوچنا پڑے گا اور آج سوچنا پڑے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب احسن ریاض فتیانہ!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں نے اس اسمبلی میں کئی بار سوال جمع کرایا ہے اور میرا وہ سوال ہمیشہ reject کر دیا جاتا ہے۔ اگر مجھے اس سوال کا جواب مل جاتا تو میں اپنی بجٹ کی تقریر اچھی کر لیتا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اسمبلی کا سیکرٹریٹ محکموں سے یہ پوچھنے سے کیوں قاصر ہے کہ انہوں نے اپنے allocated budget میں سے اب تک کتنی spending کی ہے؟ جب بھی سوال کیا جائے تو اسمبلی سیکرٹریٹ ہی اس سوال کو آگے بھیجنے کی اجازت نہیں دیتا۔ جہاں تک مجھے علم ہے اس وقت ہمارے بجٹ کی تقریباً 30 فیصد کے قریب spending ہے۔ ہمارے اگلے بجٹ آنے میں تقریباً ڈیڑھ دو ماہ رہ گئے ہیں تو کیا ہماری 30 فیصد کے قریب spending ہونی چاہئے تھی اگر یہ سسٹم اسی طرح سے چلنا ہے تو پھر ہم کہاں جائیں گے؟ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ہماری اب تک capital spending and noncapital spending کتنی ہے جو اس بجٹ میں رکھی گئی تھی؟ Noncapital spending جو ہر ڈیپارٹمنٹ کا allocated budget ہوتا ہے اس کا the majority of chunk لے لیتی ہے اس میں سے جتنی capital spending رکھی گئی تھی اس میں سے کتنی allocate کی گئی؟ یہ block allocation کا ہم لوگوں نے جو مذاق شروع کیا ہوا ہے کہ ہر بجٹ میں بل اٹھا کر اور ہر amount اٹھا کر block allocation میں رکھ دی جاتی ہے کہ یہ صرف ایک حاکم اعلیٰ کی مرضی سے ہی نکل سکتی ہے۔ اگر اس طرح کرنا ہے تو پھر یہ اسمبلی کس لئے بنی ہے، یہاں بجٹ کس لئے بناتے ہیں اور ہم ہر محکمے کو ایک amount کیوں assign کرتے ہیں اگر وہ محکمہ اپنی assigned amount بھی ایک بندے کی اجازت کے بغیر استعمال نہیں کر سکتا؟ اس محکمے کے اندر اتنے بڑے بڑے افسران لگانے اور ان کو کروڑوں روپے ماہانہ تنخواہیں دینے کی پھر کیا ضرورت ہے اگر ہم نے صرف ایک بندے کی مرضی کے ساتھ ہی سب کو پیسے دینے ہیں، کیا یہ کسی بندے کا ذاتی پیسا ہے یا عوام کا پیسا ہے؟ اس کے علاوہ میں

آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ایسی کیا بات ہے کہ یہاں پر ہمیں submit reports نہیں کی جاتیں، ایسی کیا وجوہات ہیں کہ 09-2008 کی رپورٹ 2015 میں لا کر دی جاتی ہے اگر یہ محکمے جو ہم لوگوں سے پیسے لے رہے ہیں جو اس عوام کا پیسا اس اسمبلی سے منظور کرا کر لے جاتے ہیں وہ ہمیں ٹائم پر کیوں نہیں بتاتے کہ انہوں نے ہمارے سے لئے ہوئے پیسوں کو کہاں خرچ کیا، کیا انہوں نے ہمیں چھ چھ، سات سات سال بعد ہی آ کر بتانا ہے ؟ انہوں نے آ کر اُس وقت بتانا ہے جب اس اسمبلی میں وہ لوگ ہی نہ ہوں جنہوں نے وہ پیسے دیئے تھے اور اسمبلی میں وہ لوگ موجود ہوں جن کو پتا ہی نہ ہو کہ پہلے والے لوگوں نے کن ضروریات کو ذہن میں رکھ کر یہ بجٹ allocate کیا تھا ؟ یہ طریق کار تو غلط ہے۔ مجھے آج تک ضمنی گرانٹ کی سمجھ نہیں آسکی میں خود فنانس کا سٹوڈنٹ ہوں میں پہلی دفعہ آیا ہوں یہاں بہت سارے معزز ممبران مجھ سے سینئر ہیں اور میں ان سے بہت کچھ سیکھتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ وہ مجھے kindly یہ بتا دیں کہ دنیا کا کون سا ایسا ملک ہے، کون سا ایسا قانون ہے جو کہتا ہے کہ آپ پہلے پیسے خرچ لیں بعد میں پارلیمنٹ سے آ کر اجازت لے لیں ؟ اگر آپ امریکہ کو ہی اٹھا کر دیکھ لیں انہوں نے اگر ایک ڈالر بھی بجٹ سے extra spend کرنا ہوتا ہے تو انہوں نے پہلے اپنے سینیٹ سے اجازت لینا ہوتی ہے۔ وہ اگر allow کرتے ہیں تو باقی پیسے استعمال ہو سکتے ہیں ورنہ ان کا President اپنی مرضی سے کسی کو پیسے نہیں دے سکتا۔ یہاں اس ملک کا کون سا قانون ہے کہ ہم ضمنی بجٹ کے اندر اربوں روپیہ، کھربوں روپیہ خرچ لیتے ہیں اور ہم خرچ کرنے کے بعد اسمبلی کو آ کر کہتے ہیں کہ ہم نے تو یہ خرچ لیا ہے، تو آپ لوگوں نے اس پر stamp کرنا ہی کرنا ہے۔ آج 66 سال گزرنے کے باوجود اس اسمبلی کے اندر کسی نے سوال کر کے یہ نہیں پوچھا کہ وہ پیسا جہاں خرچ کیا گیا ہم سے پوچھا کیوں نہیں گیا اگر اس طرح سے سسٹم چلیں گے تو ہم اس قوم کو کدھر جا کر جواب دیں گے ؟ یہ پیسا قوم کی امانت ہے اور ہم اس پیسے کے لئے جوابدہ ہیں۔ اگر ہم کسی چیز کے لئے بجٹ allocate کرتے ہیں تو وہ میرے خیال میں اس ایوان کے تین سے ساڑھے تین سو لوگ اور ڈیپارٹمنٹ کے بہت سارے لوگ بیٹھ کر decide کرتے ہیں، پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ بناتے ہیں کہ یہ ADPs سکیم ہیں اور ہم نے ان لوگوں کو اس پراجیکٹ میں لے کر چلنا ہے تو ایسی کیا مجبوریاں ہوتی ہیں کہ ہم لوگ ایجوکیشن، ہیلتھ اور different چیزوں کی block allocation سے فنڈز اٹھا کر سڑکوں پر لگا دیتے ہیں۔ یہ کون سے قانون کے تحت ہو سکتا ہے کہ ADPs کی بغیر approve سکیم کے لئے فنڈز دوسرے محکموں کی block allocation سے اٹھا کر اس میں ڈال دیں۔ اگر یوں ادھر block allocation کا فنڈز ٹرانسفر کیا جاتا

ہے تو کیا یہ illegal نہیں ہے، کیا یہ اس ہیلتھ ،ایجوکیشن یا جس دوسرے اور محکمے کی block allocation نکلی ہے تو کیا اس کا حق نہیں مارا گیا، کیا ہم لوگوں کے یہ practices اور یہ چیزیں صحیح چل رہی ہیں؟ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہم لوگ ایک agricultural based country ہیں ہماری major economy agriculture پر base کرتی ہے۔ ہم لوگوں نے آج تک اس کسان کے لئے کیا کیا ہے؟

جناب سپیکر! میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کی جتنی پالیسیاں ہیں وہ سب کسان کش پالیسیاں ہیں کیونکہ میں تو ایک خود کسان ہوں اور میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ ہمارے آلو کا ریٹ نہیں رہا، ہمارے گنے کے پیسے نہیں ملتے اور ہماری کپاس کا ریٹ کوئی نہیں رہا۔ آپ میری بات سنیں کہ کسان کدھر جائے گا، کیا ہم لوگ ان زمینوں کے اندر کاشت کرنی چھوڑ دیں؟ اگر ہمیں اس حکومت نے کوئی ریلیف نہیں دینا ہے، بجلی کا بل اور باقی ٹیکسز کے نام پر ہمارے سر پر ہر وقت تلوار لٹکا کر یہ کھڑے ہوتے ہیں اور جب ریلیف دینے کی بات آتی ہے تو اس وقت کسان بھول جاتے ہیں اور صرف فیکٹریوں والے یاد آتے ہیں؟ factories بہت important ہیں، we need industries، ہمیں لیبرز کو employment دینے کی ضرورت ہے لیکن اگر یہ کسان نہیں ہوگا تو یہ انڈسٹری بھی نہیں چلے گی۔ Kindly گورنمنٹ کو چاہئے کہ اس ایگریکلچر پر focus کریں اور مہربانی کرکے ان کسانوں کی نسل کشی بند کردیں۔

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ request کرنا چاہوں گا کہ اگر ہم rural areas پر focus کریں گے جو کہ rural areas کے اندر ہماری majority of populations رہتی ہے تو میرے خیال میں urbanization پر بڑا فرق پڑے گا اور شہروں پر بڑھتا ہوا لوڈ کم ہو جائے گا۔ کیا ایسی وجوہات ہیں کہ ہماری majority of populations, rural areas میں ہے اور ہماری majority of spending, urban areas میں ہے اور ہم شہروں سے باہر نکلنا پسند نہیں کرتے؟ میں یہ پوچھتا ہوں کہ پچھلے دو سالوں میں جتنا لاہور کے اندر فنڈز لگایا گیا ہے اگر وہ پورے پنجاب کے اندر وہ فنڈز ترسیل کر دیا جاتا تو آج پورا پنجاب بہت بہتر ہوتا اور لاہور پر لوڈ کم ہوتا۔ ہمیں ان سڑکوں، ان overhead bridges اور underpasses سے زیادہ اپنی basic health کی ضرورت ہے اور ہمیں ایجوکیشن کی ضرورت ہے۔ یہاں پر environment کے اتنے بڑے بڑے مسائل چل رہے ہیں جن میں ہم international agreements کے اندر bound بھی ہیں لیکن اس کی مخالفت

برائے مخالفت اس لئے کہ وہاں ہمارے industrialists اور ہماری اپنی فیکٹریاں متاثر ہوتی ہیں اور ہم لوگ ان issues کو دیکھنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ یہ کیا وجوہات ہیں کہ ہماری گورنمنٹ کو جن مسائل کو دیکھنا چاہئے ان کی طرف نہیں دیکھتی ہے۔ ہم ییلو کیب سکیم، لیپ ٹاپ سکیم بلکہ ہر چیز دینے کے لئے مارکیٹ کے اندر اربوں روپے لگا رہے ہیں۔ کیا ہم لوگوں کے لئے create employments نہیں کر سکتے؟ کیا ایسی وجہ ہے کہ پولیس آرڈر کے تحت تقریباً ساڑھے تین سو سے چار سو لوگوں کی آبادی پر ایک کانسٹیبل ہونا چاہئے تو لاہور اکیلا ہی ایک شہر کیوں ہے جو اس ratio کے مطابق ہے۔ ایک ہم ہیں کہ میرا ضلع فیصل آباد میں تقریباً 1350 سے 1400 لوگوں پر ایک کانسٹیبل ہی ہے؟ اگر پولیس آرڈر کے تحت ہی صرف بھرتیاں کی جائیں جو کہ قانونی طور پر ہے تو میرے خیال میں لاکھوں کے قریب لوگ ہم صرف پولیس کے اندر بھرتی کر سکتے ہیں، جس سے بہتر law enforcement ہو سکتی ہے اور ہماری یہاں پر situation بہتر ہو سکتی ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ آپ ہیلتھ کے اندر جا کر دیکھیں کہ ہسپتالوں میں سٹاف نہیں ہے، کیا وجہ ہے کہ employments ابھی گورنمنٹ نے کھولی نہیں ہیں۔ ہمارے سکول under staffed ہیں کیا وجہ ہے؟ کیونکہ ہمارے سکولز میں employments کھلی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! قرضے دے کر اس عوام کو قرضوں کی عادت مت ڈالیں۔ ہم انہیں محنت کرنے اور نوکری کرنے کی عادت ڈالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ۔ آپ wind up کریں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اس کے علاوہ ہم IT Lab اور ٹیکنالوجی لیب کیوں نہیں بنا رہے؟ ہم یہاں پر لیپ ٹاپ بانٹنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اگر IT Labs بنیں گی تو اس سے آنے والی نسلیں اور بہت سارے لوگ مستفید ہوں گے بجائے اس کے کہ ایک بچہ لیپ ٹاپ لے کر چلا جائے۔ آپ ضرور لیپ ٹاپ دیں لیکن اس وقت دیں جب آپ کے پاس ان لوگوں کو دینے کے لئے بہت زیادہ پیسا ہو۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہماری جیلیں overloaded ہو چکی ہیں اور ہمیں سپیشل جیلیں بنانے کی ضرورت ہے۔ جہاں پر terrorists کو رکھا جائے کیونکہ ان terrorists اور کریمنل کا mindset مختلف ہوتا ہے تاکہ ان کا mindset عام thieves کے mindset پر اثر انداز نہ ہو۔ Secondly ہماری اریگیشن تباہ ہو چکی ہے اور پانی چوری آسمان کے اوپر ہے ہمارے ہاں بھل صفائیاں نہیں ہو رہی ہیں، ہمارے وزراء وہاں جاتے ہیں، وہاں پر کھانا کھاتے ہیں اور چلے جاتے ہیں اور وہ

فیلڈ میں جاکر دیکھنا پسند نہیں کرتے ہیں۔ اگر اسی طرح سے یہاں پر محکمے چلیں گے اور اسی طرح سے سسٹم چلے گا تو پھر اللہ ہی حافظ ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اگر ہم نے اسی طرح سے بجٹ بنانے ہیں اور ہم نے اسی طرح سے کرنا ہے تو ہماری اس تقریر کی value نہ ہے۔ میں تو یہ پوچھنا چاہوں گا کہ rules-133a یہ state کرتا ہے کہ ہم لوگ مارچ کے مہینے کے اندر اپنی ساری تجاویز دیں گے اور وہ آگے forward کی جائیں گی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! Rules میں مارچ defined ہے اور یہ بحث مارچ سے ہی شروع ہوئی ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! یہ جنوری سے مارچ ہے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ہم یہ کس rules کے تحت آج تقاریر کر رہے ہیں اور کس rules کے تحت آپ یہ forward کریں گے کیونکہ rule 133(a) ہمیں مارچ میں دینے کے لئے bound کرتا ہے۔ ہماری کتنی بحث ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں rules پڑھ رہا ہوں کہ Finance Minister shall include in the List of the Business. تو بزنس کی لسٹ میں یہ مارچ سے include ہو چکا ہے اور اسی پر یہ continue بحث جاری ہے۔ آپ ذرا اس کو دوبارہ پڑھ لیجئے گا۔ میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی، شہزاد منشی صاحب! آج جمعہ کا دن ہے تو آپ سارے مختصر بات کریں گے۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! میں تھوڑے وقت میں دو چار باتیں کر لوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! پچھلے سال جو بجٹ پیش کیا گیا، محترم وزیر خزانہ یہاں پر موجود ہیں اور ہم ان کو خراج تحسین بھی پیش کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے minority کے فنڈ کو جو اس سے پہلے کافی کم تھا اور انہوں نے پچھلے سال 20 کروڑ روپے اضافہ کر کے ہماری اقلیتوں کے لئے 50 کروڑ روپے کا فنڈ کروا دیا۔ میں اس پر وزیر اعلیٰ پنجاب اور خاص کر وزیر خزانہ کا بھی شکر گزار ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہنا چاہتا ہوں اور میں نے پچھلے سال بھی یہ درخواست کی تھی کہ پنجاب میں بلکہ پورے پاکستان میں غیر مسلم لوگوں کی تعداد بہت زیادہ بڑھ چکی ہے اور یہ جو فنڈز ہمیں دیئے جاتے ہیں ہم شکر گزار ہیں کہ یہ بڑھا رہے ہیں اور بڑھاتے بھی ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ان کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ جو فنڈز ہمیں دیئے جاتے ہیں ان کا بہت کم علاقوں میں استعمال ہوتا ہے اور حکومت کی ترقیاتی سکیموں سے بہت زیادہ لوگ محروم رہ جاتے ہیں جبکہ اب حکومت بجٹ پیش کرنے والی ہے تو میں ان سے درخواست کروں گا اور میں نے پچھلے سال بھی درخواست کی تھی اب جبکہ وزیر خزانہ بھی بیٹھے ہوئے ہیں تو براہ مہربانی آپ اس پر توجہ دیں کہ آپ ہمیں جو minority کا 5 فیصد کوٹا دے رہے ہیں۔ ہماری minorities جس میں ہندو، کرسچئن، سکھ اور communities بھی شامل ہیں یہ صرف 5 فیصد نہیں ہیں۔ اگر آپ غیر مسلم کو count کریں تو یہ کم از کم 15 سے 20 فیصد ہیں۔ یہاں پر ہماری تمام communities میں بسنے والے لوگ جن میں ہندو، سکھ اور کرسچئن ہیں یہ پارلیمنٹ کا حصہ ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر آپ ٹوٹل فنڈز کا 15 فیصد نہیں، 5 فیصد نہیں صرف ایک فیصد بھی کر دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت سے ترقیاتی کام جو غیر مسلم لوگوں کے رہ جاتے ہیں وہ ہو جائیں گے۔ جس سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ محرومی جو بعض لوگوں میں پائی جاتی ہے وہ محرومی دور ہو جائے کیونکہ میاں صاحبان خاص کر وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی ایک محبت کی داستان لازوال ہے جو وہ minority سے کرتے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ یہ بھی ان تک پیغام پہنچایا جائے کہ بہت سے ایسے لوگ جو بہت سارے ترقیاتی کاموں سے محروم رہ جاتے ہیں ان کے کاموں کے لئے یہ فنڈز بڑھایا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ درخواست بھی کروں گا کہ قائداعظم محمد علی جناح جنہوں نے پاکستان میں بسنے والی تمام communities کے لئے مساوی حقوق کی بات کی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ابتدا اور اس سلسلے پر عملدرآمد کرتے ہوئے میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے minority سے بہت محبت کی ہے۔

جناب سپیکر! میں درخواست کروں گا کہ خود روزگار سکیم میں بھی minority کا کوٹا بھی ضرور رکھا جائے۔ اسی طرح ٹیوٹا جو کہ ایک ایسا ادارہ ہے جہاں پر لوگوں کو technical skill سکھائے جاتے ہیں۔ میں نے پچھلے سال بھی درخواست کی تھی اور اب بھی درخواست کروں گا کہ اس میں بھی minority کے وہ نوجوان جو انڈر میٹرک ہیں اور زیادہ پڑھے لکھے نہیں ہیں ان کے لئے فنڈز ضرور رکھے جائیں تاکہ وہ technical skill سیکھ کر معاشرے کے اچھے شہری بن سکیں اور اپنا روزگار کما سکیں۔ اس کے ساتھ ایک بڑی اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ جتنے بھی ٹیکنیکل کالجز اور یونیورسٹیاں ہیں ان میں بھی minority کا کوٹا ضرور رکھا جائے تاکہ وہ اس کوٹا کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکیں جب وہ وہاں سے تعلیم حاصل کریں گے تو معاشرے کا حصہ بن جائیں گے۔ اس کے ساتھ ہی آخر میں،

میں محترم وزیر اعلیٰ اور خاص طور پر وزیر خزانہ کا شکریہ ادا کروں گا۔ یہ میری چند ایک تجاویز تھیں جو زیر غور کر لی جائیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ نگہت شیخ امید ہے ٹیکنیکل آپ ٹائم کا خیال کریں گی۔

محترمہ نگہت شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! خواتین کے لئے ویسے ہی جناب آپ کچھ ٹائم کا زیادہ ہی خیال شروع کر دیتے ہیں۔ سب سے پہلے میں اپنی بات لاء اینڈ آرڈر پر کروں گی، یقیناً اس وقت لاء اینڈ آرڈر کے جو حالات ہیں ہمیں اس میں انقلابی اقدامات کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر ہم نے لاء اینڈ آرڈر کے حالات کو بہتر کرنا ہے تو ٹاؤٹ مافیا کو ختم کرنا پڑے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ پولیس میں ہنگامی، انتہائی ضروری کام سکریننگ کا ہے۔ بے شمار افسران قبضہ مافیا کے ساتھ ملے ہوئے ہیں، جرائم پیشہ افراد کو shelter بھی دیتے ہیں اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ پولیس میں سکریننگ کی اشد ضرورت ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ پولیس کے پاس نہ کوئی جدید اسلحہ ہے، ٹرانسپورٹ بھی جدید نہیں ہے جبکہ جرائم پیشہ افراد کے پاس جدید اسلحہ، چوری شدہ گاڑیاں، بائیکس وغیرہ موجود ہیں۔ اس سلسلے میں یقیناً پولیس کو ہمیں جدید اسلحہ اور ٹرانسپورٹ فراہم کرنی چاہئے لیکن ہمیں یہ بھی ضرور دیکھنا چاہئے کہ خریداری ہمارے بجٹ کے حساب سے ہو۔ ہم اپنی آمدن سے زیادہ اخراجات نہ کر لیں کیونکہ اگر ہم کسی بھی ملک کی بات کریں، امریکہ جیسے ملک کی economy کی بھی بات کر لیں، اگر ہم اپنے اخراجات کو مدنظر نہیں رکھیں گے تو پھر ملک خسارے کا شکار ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی میں ایک چھوٹی سی بات یہ عرض کروں گی کہ اپنے اخراجات میں کمی کے لئے جی او آر (I) اور باقی جگہوں پر جو بڑے بڑے آٹھ، دس کنال کے سرکاری گھر ہیں ان کو چھوٹا کر کے دس مرلہ یا زیادہ سے زیادہ ایک کنال کا کر دینا چاہئے، اس سے اخراجات کافی حد تک کم ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ سرکاری گاڑیوں اور پٹرول کی مد میں جو فالتو اخراجات ہو رہے ہیں، سرکاری گاڑیاں پرائیویٹ کاموں میں استعمال ہوتی ہیں۔ پٹرول چوری ہو کر انہی پٹرول پمپ پر بکتا ہے، ایسے پٹرول پمپوں کے لائسنس کینسل ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں یہ کروں گی کہ ہائی ویز پر حادثات میں اضافہ ہوا ہے، پولیس کچھ نہیں کر سکتی۔ میری اس میں گزارش یہ ہو گی کہ تمام ہائی ویز میں بائیک کے لئے ٹریکس بھی دیگر ممالک کی طرح الگ کئے جائیں تاکہ حادثات کنٹرول ہو سکیں اور اس کے ساتھ ساتھ جو ہمارے ٹریفک کے مسائل ہیں، جس طرح جاپان میں Primary Level سے Secondary Level تک ٹریفک

قوانین کے بارے میں بچوں کو awareness دی جاتی ہے اور یہ نصاب کا بھی حصہ ہے۔ میں چاہوں گی کہ اس کو ہمارے ہاں بھی نصاب کا حصہ بنایا جائے۔ باقاعدہ Question Papers بنائے جائیں، ٹریفک قوانین سے متعلق add question کئے جائیں۔ ایک وقت تھا جب پنجاب کی شرح خواندگی 90 فیصد تھی اور یہ وہ وقت تھا جب سرکاری زبان فارسی اور ذریعہ تعلیم بھی فارسی تھا لیکن آج جو خواندگی کی شرح ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ اس وقت لارڈ میکالے نے ایک بات کہی تھی کہ اگر ہم نے ہندوستانیوں پر راج کرنا ہے تو ہمیں ان کا ذریعہ تعلیم ختم کرنا پڑے گا، ہم اسی وقت اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور آج بھی اگر ہم ترقی یافتہ ممالک جیسے چائنا، جاپان یا جرمنی کی طرف دیکھیں تو انہوں نے دنیا میں انقلاب برپا کیا اور جدید علوم کو اپنی زبان میں ڈھال لیا۔ اگر ہم واقعی ہی ترقی کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی چاہئے کہ ہم جدید علوم کو اپنی زبان میں ڈھال لیں تاکہ ہم بھی دنیا میں انقلاب برپا کر سکیں۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی میں وزیراعلیٰ کو خراج تحسین پیش کروں گی جس طرح انہوں نے پنجاب کے بے روزگار افراد کے لئے روزگار سکیم شروع کی ہے، اس میں خصوصاً کمرشل گاڑیاں جو وہ دے رہے ہیں، میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتی ہوں کہ جو پچاس ہزار گاڑیاں دی جارہی ہیں وہ مارکیٹ ریٹ سے ایک لاکھ روپے کم قیمت پر دی جارہی ہیں اور اس سے پچاس ہزار افراد کا روزگار وابستہ ہے۔ میری گزارش یہ ہوگی کہ اس طرح کی جو روزگار سکیمیں ہیں وہ جاری رہنی چاہئیں اور ان میں مزید اضافہ ہونا چاہئے۔ محکمہ آبکاری و محصولات صرف 1500 روپے فیس لے کر گاڑیوں کو commercial use کی اجازت دے دیتا ہے جس سے ٹریکٹر، ٹرالی کو commercial use کی اجازت مل جاتی ہے جس کی وجہ سے ہائی ویز کا بُرا حال ہوگیا ہے۔ تمام سڑکیں ایک طرف بنتی ہیں تو دوسری طرف ٹوٹ جاتی ہیں، ان روڈز کو جنہوں نے چیک کرنا ہوتا ہے وہ ایس ڈی او اور ٹھیکیداروں سے ملے ہوتے ہیں، انہوں نے ہی روڈز کی کوالٹی کو چیک کرنا ہوتا ہے لیکن ایسا کوئی سسٹم نہیں ہے کہ اگر ایک کام ہوا ہے اور کچھ مہینوں بعد وہ روڈ ٹوٹ گئی ہے تو اس کو پوچھنے والا کون ہے، کون اس کا ذمہ دار ہے؟ اس میں میری یہ گزارش ہوگی کہ روڈز کی جو حالت ہے اس میں جو لوگ ملوث ہیں یا ٹھیکیدار ہیں ان کے لئے کوئی ایسا قانون بنے تاکہ ان کے خلاف کارروائی ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! wind up کریں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! آخر میں میری صرف یہ گزارش ہے کہ زراعت کو ہم ریڑھ کی ہڈی تو کہتے ہیں لیکن ہماری ریڑھ کی ہڈی کا یہ حال ہے کہ ہر محکمہ کے لئے contingency budget رکھا جاتا ہے لیکن زراعت کے لئے کوئی ایسا بجٹ نہیں ہے۔ کمیشن مافیا ہر جگہ پر موجود ہے، فوڈ ڈیپارٹمنٹ میں سات لاکھ ٹن گندم کھلے آسمان کے نیچے پڑی ہوئی ہے فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے افسران بارش کے لئے دعائیں مانگ رہے ہیں تاکہ وہ گندم خراب ہو اور ملکی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے گندم باہر سے منگوائی جائے تاکہ ان کی کمیشن چلتی رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ محترمہ! ویسے آپ نے بات تو کر دی کہ خواتین کو کم ٹائم دیا جاتا ہے، کل میں نے کوئی تین دفعہ آپ کا نام پکارا ہے اور آپ جا چکی تھیں۔ آج میں نے آپ کو موقع دیا ہے، کل بھی آپ کا نام ایجنڈے پر تھا، لسٹ میں تھا لیکن آپ موجود ہی نہیں تھیں لیکن پھر بھی میں نے آپ کو ٹائم دیا ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میں تو کل بھی موجود تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جس وقت نام بلایا گیا اس وقت آپ موجود نہیں تھیں۔ جناب نعیم اللہ گل!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری طارق سبحانی صاحب!

چودھری طارق سبحانی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم issue پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ سب سے پہلے تو میں وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کا ممنون ہوں کہ انہوں نے ضلع سیالکوٹ کو موٹر وے اور ٹیکنالوجی کالج فراہم کرنے کا اعلان کر کے ہمارے ضلع سیالکوٹ کے دل جیت لئے ہیں۔ ضلع سیالکوٹ ایک Industrial Hub بھی ہے اور ان کی پچھلے چند سالوں سے موٹر وے کی ایک دیرینہ demand تھی جو کہ وزیراعظم صاحب نے پوری کر دی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کی خدمت میں یہ بھی گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ حالیہ فلڈ کے سلسلے میں جو ہماری گندم کی فصل تباہ ہوئی ہے، چاول کی فصل بھی تباہ ہوئی ہے، اس کے بارے میں وزیراعظم صاحب نے اعلان کیا تھا کہ ہم فی ایکڑ پانچ ہزار روپے اپنے زمینداروں کو دیں گے جو کہ ابھی تک صرف اعلان کی حد تک موجود ہے لیکن اس پر کوئی عمل نہیں ہو سکا ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ وزیراعظم صاحب کی طرف سے جو اعلان کیا گیا ہے کہ کم از کم ان

زمینداروں کو جن کا کافی نقصان ہوا ہے کم از کم پانچ ہزار روپے فی ایکڑ کے حساب سے ان کو وہ مراعات ملنی چاہئیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا جو اس وقت تشریف فرما ہیں، میں ان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ٹیکنالوجی کالج کا جو انہوں نے اعلان کیا ہے، اس کی ہمیں اشد ضرورت ہے، وہ اس لئے کہ سیالکوٹ ایک Industrial Hub ہے وہاں پر اگر ٹیکنالوجی کالج ہوگا تو ہمارے بچوں کو روزگار ملے گا، بچے اس کالج سے ڈپلومے حاصل کریں گے جس کی وجہ سے ہماری معیشت میں بھی بہتری آئے گی اور ان کو اچھے روزگار کا موقع بھی فراہم ہوگا۔ یقین کریں میں خود بھی ایک فیکٹری کا مالک ہوں لیکن اس وقت ہمارے پاس ٹیکنالوجی نہیں ہے تاکہ ہم اپنے ورکرز کو proper طریقے سے trained کر سکیں اور ہم اس وجہ سے اپنے آرڈر بھی کینسل کر دیتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس وہ ٹیکنیکل ورکرز موجود نہیں ہوتے۔ اگر یہ کالج پاکستان میں یا ضلع سیالکوٹ میں فراہم کر دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہماری ایکسپورٹ بھی بڑھے گی اور معیشت میں بھی بہتری آئے گی۔

جناب سپیکر! دوسرا میرا ایک دیرینہ مطالبہ بھی ہے جو میں پچھلے چھ مہینے، سال سے کرتا چلا آ رہا ہوں کہ ہماری واٹر سپلائی کی جو سکیمیں ہیں اس میں محکمہ نے میرے ساتھ غلط بیانی سے کام لیا ہے، میں نے جب ان سے پوچھا کہ میرے حلقہ پی پی۔125 میں کتنی سکیمیں ہیں؟ تو مجھے یہ بتایا گیا کہ ٹوٹل آٹھ سکیمیں ہیں لیکن جب میں نے اپنے source سے چیک کیا تو میرے حلقہ میں ٹوٹل پندرہ سکیمیں ہیں۔ ان پندرہ سکیموں میں سے سات سکیمیں بند پڑی ہوئی ہیں اور یہ لمحہ فکریہ ہے کہ سات سکیمیں بند پڑی ہوئی ہیں اور ان پر بھی حکومت کی کروڑوں روپے کی investment ہو چکی ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے، میں پہلے بھی محکمہ سے اور اپنی ضلعی انتظامیہ سے بھی گزارش کرتا چلا آ رہا ہوں کہ خدارا کم از کم ان سکیموں کو چلوا دیں، وہ سکیمیں چالو ہو جائیں گی تو کم از کم میرے حلقہ کے لوگوں کو صاف پانی میسر ہو جائے گا، کیونکہ آج کل تو پینے کا صاف پانی بھی ایک غنیمت بن گیا ہے۔ ہمارے گاؤں میں یقین کریں، ہر گاؤں کا حال یہ ہے جب میں جاتا ہوں تو وہاں پر تالاب کی صورت نظر آتی ہے، گلیوں میں پانی کھڑا ہوتا ہے، سیوریج کا کوئی سسٹم نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میری یہ بھی ایک گزارش ہے کہ گاؤں میں جو تالاب ہوتے ہیں جس کو چھپڑ کہا جاتا ہے، اگر ان چھپڑوں کی صفائی بھی کی جائے تو یقین کریں ہماری ان گلیوں، نالیوں کے مسئلے بھی حل ہو سکتے ہیں۔ ہمیں ان کو بنانے کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی کیونکہ ابھی پچھلے چند سالوں سے جو میں دیکھ

رہا ہوں کہ چھپڑوں کی کوئی صفائی نہیں ہوئی ہے، سیوریج کا کوئی سسٹم نہیں ہے، پانی کی کوئی نکاسی نہیں ہے تو گورنمنٹ کوئی ایسی پالیسی اختیار کرے کہ کم از کم دیہاتی ایریا میں چھپڑوں کی صفائی ہو جائے تو ہمارے لوگوں کے دیرینہ مطالبے پورے ہو سکتے ہیں اور ان کو صاف پانی بھی میسر ہو سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! wind up کر دیں۔

چودھری طارق سبحانی: جی؟

جناب قائم مقام سپیکر: wind up کر دیں۔

چودھری طارق سبحانی: جناب سپیکر! میں wind up کرنے لگا ہوں مجھے آج first time موقع ملا ہے اس لئے ایک منٹ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، wind up کریں۔

چودھری طارق سبحانی: جناب سپیکر! میری ذاتی خواہش ہے کہ ٹیکنیکل کالج کی requirement پر غور کیا جائے اگر یہ ہو جائے تو میرے ضلع سیالکوٹ کو ایک بہت بڑا تحفہ مل جائے گا، اس سے معیشت میں بھی بہتری آئے گی اور ہمارے بچے ڈپلومہ حاصل کریں گے اور انہیں اچھے روزگار کا موقع فراہم کیا جائے گا۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ سب کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، چودھری عامر سلطان چیمہ!

چودھری عامر سلطان چیمہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج اجلاس میں پری بجٹ کے حوالے سے بحث جاری ہے۔ یہ خوش آئند بات ہے کہ تین سال پہلے یہ provision رکھی گئی اور پری بجٹ کے حوالے سے بحث کا آغاز کیا گیا تاکہ اسمبلی کی supremacy قائم کی جا سکے اور یہ خوشی کی علامت رہا لیکن افسوس اس وقت ہوتا ہے کہ یہاں پر جو ہماری اکثر یتی تجاویز بنتی ہیں کیا حکومت ان پر عمل کرتی ہے یا نہیں؟ وزراء تو اپنی wind up تقاریر میں یہی کہتے ہیں اور آج بھی کہیں گے کہ ہم نے اس پر عمل کیا یہ ہوا اور وہ ہوا۔ بہر حال حکومت نے کبھی بھی ماننا تو نہیں ہوتا حکومت ہمیشہ نہ ماننوں والی پالیسی پر ہی عمل پیرا ہوتی ہے۔ ایک حکومت کا بجٹ دینا اس کی پالیسیوں کا وژن ہوتا ہے اس کی پارٹی کے منشور کے حوالے سے اس نے الیکشن میں جو وعدے کئے ہوتے ہیں اس نے پانچ سالوں میں بجٹ کے حوالے سے ان وعدوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا ہے۔ جب حکومت اپنا وژن مکمل نہیں کر پاتی، جب وزیر خزانہ بجٹ تقریر کرتے ہیں تو وہ ایک پورے سال کا لائحہ عمل اپناتے ہیں اور سمجھاتے ہیں لیکن

افسوس کہ حکومت اس لائحہ عمل پر خود عمل پیرا نہیں ہے۔ وہ کس طرح؟ دیکھا جائے تو ٹیکسیشن کے حوالے سے حکومتی آمدن اور اخراجات کے حوالے سے۔ بجٹ میں توازن نہیں رہتا۔ حکومت آمدن کے حوالے سے کچھ نہیں سوچتی اور اخراجات پر اخراجات ہوتے ہیں۔ یہ غیر ترقیاتی بجٹ پر بھی توجہ نہیں دیتے اور غیر ترقیاتی بجٹ رہتا ہے۔ ہمیں ترقیاتی بجٹ پر توجہ دینی ہے اگر اس حوالے سے بھی دیکھا جائے تو یہ مالی سال جو ابھی 30۔ جون تک مکمل ہونا ہے اور پیچھے تقریباً دو ماہ رہ گئے ہیں لیکن آج کے دن تک صرف 30 فیصد سالانہ ترقیاتی بجٹ کی utilization ہو سکی ہے۔ یہ کتنے ہی افسوس کی بات ہے کہ صرف 30 percent utilization of annual development budget ہوئی ہے۔ اب ہو گا کیا؟ ہو گا یہ کہ جب بجٹ آئے گا تو انہوں نے show یہی کرنا ہے اور وزیر خزانہ اپنی تقریر میں بھی کہیں گے کہ ہم نے 80 percent development budget utilize کر لیا ہے۔ یہ ان سکیموں کی reappropriation کریں گے ان کو false on going schemes اور چہیتوں کی سکیموں پر use کر دیں گے۔ آج کل sector roads میں ایمرجنسی نافذ کر کے روڈز کا بغیر ٹینڈر کے سکیمیں لگانے کا بڑا اچھا رواج چل پڑا ہے۔ جب تک کرپشن ہماری جڑوں سے نہیں نکلے گی ہم اس طرح اپنی پالیسیوں پر عملدرآمد نہیں کرا پائیں گے۔ یہ کیا کرتے ہیں کہ پہلے حسنین کا ٹیکس کے نام سے ایک ادارہ تھا جس کو نوازا جاتا تھا آج کل حبیب کنسٹرکشن کے ادارے کو نوازا جا رہا ہے اور سارے کے سارے کام اسے دیئے جاتے ہیں۔ اسے مارکیٹ price سے بھی دو تین گنا زیادہ ریٹ پر کام دیئے جاتے ہیں لیکن کوئی پوچھنے والا نہیں اور کوئی ٹینڈر بھی نہیں ہوتا۔ جب main bridges اور main چیزیں اس طرح بنی ہوں تو پھر ان پر کیا توجہ ہو گی، کیا سلسلہ چلے گا؟ انہوں نے آشیانہ ہاؤسنگ کے حوالے سے کچھ سکیمیں بنائیں کچھ ایسی پالیسیاں دیں لیکن وہ سکیمیں بھی flop ہو چکی ہیں۔ میرے اپنے ضلع سرگودھا میں آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کے دو کوارٹر بنائے اور یہ بنے ہوئے پانچ سال ہو گئے ہیں لیکن ان میں بجلی نہیں، ان کے دروازے لوگ لے گئے وہاں پر پانی نہیں اور کسی کو الاٹ بھی نہیں کئے بلکہ صرف ایک نمود و نمائش کا سلسلہ بنا دیا گیا ہے۔ کیا حکومتوں نے نمود و نمائش کرنی ہوتی ہے؟ میرے خیال میں ہمارے موجودہ حکمرانوں کے ذہنوں میں یہ بیٹھا ہوا ہے کہ عوام کی یادداشت کمزور ہے عوام بھول جاتے ہیں عوام کو advertisement کے حوالے سے، سڑکوں پر بورڈز لگا کر، اخبارات میں اشتہار دے کر انہوں نے سارے partners بنا لئے ہیں۔ وہ سارے لوگ partners ہیں اشتہار دے دیتے ہیں، کوئی بات ہی نہیں کرتا کوئی بولتا ہی نہیں، تصویریں لگی ہوتی ہیں لیکن عمل کچھ نہیں، کبھی روزگار سکیم

ہے اور آج کل کہتے ہیں کہ "پڑھو پنجاب بڑھو پنجاب" میرے خیال میں [*****] ہونا چاہئے تھا چونکہ انہوں نے یہی پالیسیاں اپنا رکھی ہیں۔ دیکھا جائے تو بڑی بڑی حکومتی شخصیات مختلف sectors میں involve ہیں، اگر آپ دیکھیں تو لاہور میں ایل ڈی اے کے حوالے سے گھپلا ہی گھپلا ہے وہاں پر ایل ڈی اے میں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں نے کوئی غلط بات تو نہیں کی۔ [*****] میری کون سی غلط بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس میں حذف کرنے والی کون سی بات ہے؟ ایل ڈی اے سٹی کے نام سے ایک پراجیکٹ launch کیا گیا ہے اس کے بڑے بڑے اشتہارات دیئے جا رہے ہیں اور اس کی back پر بڑی بڑی حکومتی شخصیات ہیں۔ کیا یہ سارا لوٹنے اور پھوٹنے کا مسئلہ نہیں ہے؟ اسی طرح باہر کی کمپنیوں کو لا کر دکھایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ہم یہ سیکٹر بنائیں گے۔ شیخوپورہ میں زمین لے لی گئی کہ ہم یہاں ٹیکسٹائل کے حوالے سے انڈسٹری لگائیں گے اور انفراسٹرکچر بنائیں گے۔ کیا اس پر عملدرآمد ہوا؟ کوئی عملدرآمد نہیں، کوئی کچھ نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب wind up کریں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ہم پچھلے پانچ سالوں سے سن رہے ہیں کہ پنجاب میں power sector میں یہ کام کر رہے ہیں۔ ان پانچ سالوں میں power sector میں کون سا پراجیکٹ ہے جس نے مکمل ہو کر بجلی پیدا کرنا شروع کر دی ہے اور انہوں نے تونسہ بیراج پر بڑے دعوے کئے کیا وہ مکمل ہو گیا؟ میرے خیال میں تو یہ لوگ ابھی تک تونسہ بیراج پر سنگ بنیاد بھی نہیں رکھ سکے۔ اگر دیکھا جائے تو ہم کیا تجویزیں دیں چونکہ ان پر عمل ہونا ہے اور نہ ہی انہوں نے ان پر کام کرنا ہے۔ جیسے اپوزیشن سے میرے فاضل ممبر نے کہا کہ ہم اپوزیشن کو تو یہ سمجھتے ہی نہیں تو ہم نے کیا تجاویز دینی ہیں۔ میں نے اسی لئے صرف مختصر یہی بات کرنی تھی کہ یہ تو صرف اور صرف enjoy کرنے آئے ہیں ان کو

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

پتا ہے کہ عوام کی یاد داشت کمزور ہے عوام کو یاد نہیں رہتا اور عوام ان کو ووٹ دے دیتی ہے اور یہ enjoy کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب عارف محمود گل صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب عبدالرؤف مغل صاحب!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! مغل صاحب کے بعد۔ جی، مغل صاحب!

جناب عبدالرؤف مغل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے تمام colleagues نے عمومی طور پر زراعت کو موضوع بنایا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بجلی کا جو deficit رہا ہے اس سے بھی زراعت بہت متاثر رہی ہے لیکن زور دیا جاتا رہا کہ گندم کی پیداوار بہتر کی جائے تاکہ ملک خود کفیل ہو اور پنجاب کی yield بہتر آئے۔ کسان نے کوشش کی، کاشتکار نے محنت کی اور yield بہتر ہوئی لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جونہی yield بہتر ہوئی تو کاشتکار کو اس کا معاوضہ ملنا مشکل ہو گیا۔ جیسا کہ ریکارڈ میں ہے کہ 23 فیصد ہماری اکانومی زراعت سے چلتی ہے اور GDP میں زراعت کا 23 فیصد share ہے جس کے بعد آگے پھر اس سے ٹیکسٹائل اور دیگر چیزیں چلتی ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ اس دفعہ دھان، آلو اور پیاز کی انتہائی کم قیمتوں کی وجہ سے کسانوں کے معاشی حالات بہت خراب ہوئے ہیں۔ آج سے آٹھ مہینے پہلے جو آلو -/62 روپے کلو فروخت ہو رہا تھا آج وہ ایک سو روپے کے سات کلو مل رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو اس میں بڑا bold step لینا چاہئے۔ حکومت کو خود اس میں investment کرنی چاہئے تاکہ کاشتکار بددل ہو کر ان فصلوں کی کاشت سے منہ نہ موڑ لیں۔ ہمیشہ یہی ہوا ہے کہ جب کاشتکاروں کو کسی فصل میں نقصان ہوا تو پھر اگلے دو تین سالوں میں انہوں نے وہ فصل پیدا کرنا بند کر دی۔ جب آلو کی کاشتکاری کم ہوئی، اس کی shortage ہوئی تو پھر عوام کے لئے مسائل پیدا ہوئے اور انڈیا سے دو یا تین لاکھ ٹن آلو import کرنا پڑا۔ حکومت آلو کی فصل زمینداروں سے خرید کر خود کولڈ سٹوروں میں stock کرے۔

جناب سپیکر! دوسرا زرعی پیداوار کے لئے آگے downstream industry لگائی جائے تاکہ پورا سال اس کی demand اور کھپت موجود رہے اور اس جانب investors کو راغب کیا جائے۔ آلو سے بننے والی چیزیں کی انڈسٹری لگائی جائے تاکہ اس کی کھپت ہو اور کاشتکاروں کا مستقبل تاریک ہونے سے بچایا جا سکے۔

جناب سپیکر! وومن ڈویلپمنٹ کے حوالے سے پاکستان بہت پیچھے ہے جبکہ آبادی کے لحاظ سے پاکستان ایک بڑا ملک ہے۔ حکومت پنجاب کو اس جانب توجہ دینی چاہئے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف تعلیم کے فروغ کے لئے بہت کام کر رہے ہیں۔ طالبعلموں کو کمپیوٹرز فراہم کئے جا رہے ہیں، نئے کالج اور یونیورسٹیاں قائم کی جا رہی ہیں۔ الحمد للہ اب تو ہر ضلع میں کالج اور یونیورسٹی فراہم کی جا رہی ہے۔ ہمیں اپنے نوجوانوں کو ہنر مند بنانا چاہئے اور اس مقصد کے لئے مختلف اضلاع میں skill development کے ادارے قائم کئے جائیں تاکہ لوگوں کو آسانی کے ساتھ فنی تعلیم مل سکے۔ اس طرح ملک سے باہر ہمارے نوجوان raw hand نہیں جائیں گے بلکہ وہ کسی نہ کسی فن میں مہارت حاصل کر کے جائیں گے جس کی وجہ سے انہیں بیرون ملک بہتر معاوضہ مل سکے گا اور ان کا آجر بھی خوش ہو گا۔

جناب سپیکر! میں اپنی بات کو مختصر کرتے ہوئے زور دوں گا کہ جو زرعی اجناس اس وقت کم قیمت پر مل رہی ہیں اس سے کاشتکاروں کا معاشی نقصان ہو رہا ہے لہٰذا انہیں اس نقصان سے بچانے کے لئے اقدامات اُٹھائے جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ! آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں؟

سروے کے مطابق ڈینگی لاروے کی افزائش میں کئی گنا اضافے کا انکشاف

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پچھلے کچھ دنوں سے اخبارات کے اندر محکمہ صحت کے حوالے سے کافی ساری خبریں آ رہی ہیں۔ ڈینگی کے تدارک کے لئے پچھلے کئی سالوں سے اربوں روپے کے اخراجات سے مہم جاری ہے۔ قابل تشویش بات یہ ہے کہ آج ہی ایک سروے کے مطابق بتایا گیا ہے کہ پچھلے کئی سالوں کی نسبت اس سال ڈینگی لاروے کی افزائش کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ اسی طرح موذی مرض ہیپاٹائٹس (سی) کے ٹیکے دستیاب نہیں ہیں۔ یہ دونوں معاملات محکمہ صحت سے متعلق ہیں تو میں یہ چاہوں گی کہ محکمہ صحت پر بحث کے لئے کوئی دن مختص کیا جائے تاکہ ہم اس پر بات کر سکیں۔ یہ بہت تشویش کی بات ہے کہ بیت المال کے پاس پہلے ہیپاٹائٹس (سی) کے ٹیکے ہوتے تھے لیکن اب حکومت کی

طرف سے ان کو یہ ٹیکے نہیں مل رہے۔ پہلے ہم غریب اور مستحق مریضوں کو بیت المال سے یہ ٹیکے دلواتے تھے لیکن اب یہ ٹیکے میسر نہیں ہیں جس سے ہیپاٹائٹس (سی) کے مریض سخت پریشان ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! ہم پیر والے دن پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت یا وزیر اعلیٰ پنجاب کے مشیر صحت خواجہ سلمان رفیق صاحب کو بلوا کر ان سے اس حوالے سے تفصیل معلوم کر لیتے ہیں۔ مشیر صحت خواجہ سلمان رفیق صاحب کو convey کر دیں کہ وہ پیر والے دن یہاں ایوان میں تشریف لائیں۔ اب راشدہ یعقوب صاحبہ بات کریں گی۔

پری بجٹ بحث

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ راشدہ یعقوب): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں آج یہاں جھنگ کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں۔ جھنگ ایک تاریخی شہر ہے، پہلے ضلع جھنگ کی حدود میں بھکر، لیہ، چنیوٹ اور شیخوپورہ آتے تھے لیکن اب یہ صرف جھنگ تک محدود ہو گیا ہے۔ جھنگ کی زمین ہمیشہ مردم خیز رہی ہے اور یہ اولیاء اللہ کی سرزمین ہے۔ بہت ساری نامور شخصیات نے یہاں سے جنم لیا جن میں نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام اور جسٹس خالد احمد نسیم شامل ہیں۔ اسی طرح 1965 کے ہیرو کیپٹن یونس کا تعلق بھی جھنگ سے ہے۔ جھنگ ہمیشہ تاریخی اہمیت کا حامل رہا ہے اور جھنگ سے بہت سارے لوگ منتخب ہو کر حکومت کا حصہ بنتے رہے ہیں۔ وہاں پر وڈیرا شاہی اور فرقہ واریت کا ایک لمبے عرصے تک راج رہا ہے۔ جب 2008 میں مسلم لیگ (ن) برسر اقتدار آئی تو وزیر اعلیٰ پنجاب نے جھنگ کی ترقی کے لئے اربوں روپے کے فنڈز دیئے جن کی وجہ سے وہاں پر لوگوں کا معیار زندگی بلند ہوا اور انہوں نے وزیر اعلیٰ کی خدمات کو سراہا ہے۔ جب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف 25۔ اپریل 2013 کو الیکشن سے پہلے جھنگ میں تشریف لائے تو لوگوں نے ان سے اپنے دیرینہ مسائل کا ذکر کیا جن میں سب سے بڑا مسئلہ جھنگ میں یونیورسٹی قائم کرنے کا تھا۔ اس سے پہلے جھنگ میں لڑکیوں کا صرف ایک کالج تھا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے 2010 میں لڑکیوں کا ایک اور کالج بنوایا اور پھر جب میں منتخب ہوئی تو انہوں نے وہاں پر لڑکیوں کے لئے مزید ایک کالج قائم کرنے کا حکم صادر کیا۔ انہوں نے جھنگ میں یونیورسٹی بنانے کا وعدہ بھی کیا تھا۔ میں نے منتخب ہونے کے بعد وزیر اعلیٰ کو

اپنا وعدہ یاد دلایا تو انہوں نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ 2015 کے ADP میں جھنگ یونیورسٹی قائم کرنے کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں گے۔ آج جھنگ یونیورسٹی کا Bill اس مقدس ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے جس سے ثابت ہو گیا کہ وزیر اعلیٰ اپنے وعدے کے پکے اور سچے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جس طرح وزیر اعلیٰ نے جھنگ میں یونیورسٹی قائم کرنے کا وعدہ کیا تھا اسی طرح انہوں نے جھنگ میں میڈیکل کالج کے قیام کا بھی وعدہ کیا تھا۔ میں امید کرتی ہوں کہ وزیر اعلیٰ اپنے اس وعدے کی پاسداری کرتے ہوئے جھنگ میں میڈیکل کالج بھی قائم کریں گے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت مہربانی۔ جناب کرم الہیٰ بندیال صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، میجر (ریٹائرڈ) معین نواز وڑائچ صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) معین نواز وڑائچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے تو میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہمارے حلقے میں دریائے چناب پر ایک بہت بڑے پُل کی منظوری دی ہے جس سے انشاء اللہ تعالیٰ بفضل خُدا گجرات اور سیالکوٹ کے اضلاع آپس میں connect ہو جائیں گے۔ گجرات side پر اس کی بہت بڑی advantage یہ ہو گی کہ ہم سمبڑیال کے انڈسٹریل ایریا کے ساتھ connect ہو جائیں گے اور ہمیں سیالکوٹ انٹرنیشنل ائیرپورٹ کی direct access مل جائے گی۔ حال ہی میں وزیر اعظم پاکستان نے لاہور تک موٹروے کی منظوری دی ہے۔ انشاء اللہ اس پُل کے ذریعے ہم بھی کھاریاں کے ساتھ connect ہو جائیں گے۔ میں وزیر اعلیٰ کا اس بات پر بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے ہمیں یونیورسٹی کے لئے double road دی لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں تھوڑا سا باور کرانا چاہتا ہوں کہ کسی وجہ سے جو double road ہمیں یونیورسٹی کے لئے sanction کی گئی ہے وہ delay ہو رہی ہے۔ اُس کے لئے فنڈز بھی sanction کر دیئے گئے لیکن I don't know کہ وہ روڈ کس لئے delay ہو رہی ہے۔ میں معزز وزیر خزانہ سے request کروں گا کہ وہ اس کا نوٹس لیں، otherwise یہ فنڈز lapse ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! جلال پور جٹاں میرے حلقہ کی حد پر ہے اور ضلع گجرات کے اندر یہ دوسرا بڑا ٹاؤن ہے۔ اس وقت اس کی آبادی ایک لاکھ 50 ہزار سے زیادہ ہے۔ ہمیں گجرات سے جلال پور جٹاں جو سڑک ہمیں connect کرتی ہے وہ سڑک single ہے اور اُس پر بہت زیادہ سکول اور کالج بن چکے ہیں، پھر population کی وجہ سے اس پر ٹریفک ویسے بھی بہت زیادہ ہے اور یونیورسٹی کی روڈ بھی اس سڑک

سے نکلتی ہے تو میں request کروں گا کہ یہ 13/12 کلو میٹر کی روڈ ہمیں double کر کے دی جائے۔ آئے دن because of excessive traffic اس پر accidents ہوتے ہیں تو اس روڈ کو double کر دیا جائے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ جلال پور جٹاں خاصا بڑا ٹاؤن ہے اور اس کے اندر بہت چھوٹا ہسپتال ہے۔ میں request کرتا ہوں کہ اگر فی الحال جلال پور جٹاں کو تحصیل ہیڈ کوارٹر نہیں بنایا جا سکتا تو کم از کم جلال پور جٹاں کے ہسپتال کو ٹی ایچ کیو ہسپتال کا درجہ ضرور دیا جائے تاکہ ہمیں ڈاکٹرز، لیڈی ڈاکٹرز، سرجنز وغیرہ آسانی سے دستیاب ہوں اور اس سے گجرات کے شمال کے پورے علاقہ کا بوجھ گجرات کے سرکاری ہسپتالوں کی بجائے یہاں پر divide ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! میرے حلقہ میں ملوکھوکھر گاؤں کی واٹر سپلائی میں گندہ پانی آ رہا ہے اور لوگوں نے مجھے کم از کم 50 رپورٹیں دکھائی ہیں تو emergency basis پر ملوکھوکھر گاؤں کی واٹر سپلائی سکیم کے پائپ تبدیل کئے جائیں۔

جناب سپیکر! میرے حلقہ میں پچھلے سال floods کی وجہ سے بہت زیادہ نقصان ہوا ہے اور دریائے چناب کے اندر ہمارے کچھ sanctioned spurs ہیں وہ ابھی تک delay ہو رہی ہیں۔ سردیوں میں spurs کو بنانے کا season ہوتا ہے لیکن وہ delay ہو جاتے ہیں اور اگلا flood season پھر آ رہا ہے تو پھر ہمارا بہت نقصان ہو گا۔

جناب سپیکر! سرگودھا اور جھنگ کے جن جن علاقوں میں water shortage ہے اُن کو canal water feed کرتا ہے اُس کی distribution میں اُن کو زیادہ کوٹا دیا جائے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میجر صاحب! آپ بقیہ تجاویز منسٹر صاحب کو دے دیں۔ جی، ڈاکٹر نجمہ افضل صاحبہ۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری ارشاد احمد آرائیں صاحب!

چودھری ارشاد احمد آرائیں: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا تعلق حلقہ پی پی-233 تحصیل بورے والہ سے ہے۔ ضلع وہاڑی میں تین تحصیلیں میلسی، وہاڑی اور بورے والہ ہیں۔ بورے والہ تحصیل جنوبی پنجاب کی آخری تحصیل ہے اور تینوں میں سے سب سے بڑی تحصیل ہے جو آبادی اور کاروباری ہر لحاظ سے بڑی تحصیل ہے مگر ترقیاتی لحاظ سے میری تحصیل باقی دونوں تحصیلوں سے پیچھے ہے۔ سابقہ دو ادوار میں وہاں پر جو تحصیل ناظم رہا اُس نے بورے والہ تحصیل میں کام کروانے کی بجائے دونوں ہاتھوں سے لوٹا جس کا خمیازہ اب اس تحصیل کے لوگ بھگت رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ میرے حلقہ میں 23 کچی آبادیاں ہیں اور اُن کچی آبادیوں کے لوگ گندہ پانی پی رہے ہیں۔ واٹر سپلائی اور سیوریج کا پانی mix ہو کر آ رہا ہے جس کی وجہ سے پنجاب میں سب سے زیادہ ہیپاٹائٹس میرے حلقہ کی ان 23 کچی آبادیوں میں ہے لہٰذا میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ میرے حلقہ کی ان 23 کچی آبادیوں کے لئے زیادہ سے زیادہ فنڈز مختص کئے جائیں تاکہ وہ لوگ اور اُن کے بچے اچھی زندگی گزار سکیں۔

جناب سپیکر! میں نے اپنے حلقہ کے بہت سے گاؤں کے پانی کا لیبارٹری ٹیسٹ کرایا ہے اُس پانی میں arsenic poison سو فیصد موجود ہے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے حلقہ پی پی۔233 میں water filtration plant مہیا کیا جائے۔ ویسے بھی پنجاب حکومت نے صاف پانی کا ایک منصوبہ بنایا ہے تو اُس منصوبہ میں ہمارے ضلع کو priority دی جائے۔

جناب سپیکر! ہمارے بورے والہ شہر کا بائی پاس موجود نہیں ہے جبکہ لاہور سے لے کر بورے والہ تک ہر شہر کا بائی پاس بن چکا ہے۔ وہاں سے گزرنے والی چھوٹی بڑی ہر طرح کی ٹریفک شہر کے اندر سے گزرتی ہے جس کی وجہ سے ٹریفک گھنٹوں بند رہتی ہے اور بہت زیادہ accidents ہوتے ہیں تو میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں آنے والے بجٹ میں بورے والہ شہر کا بائی پاس ضرور دیا جائے تاکہ ہمارا یہ دیرینہ مسئلہ حل ہو سکے۔

جناب سپیکر! ہمارے ملک کا 80 فیصد دارومدار زمیندارہ پر ہے اور ہم یہ مانتے بھی ہیں اور کہتے بھی ہیں تو میں یہ گزارش کروں گا کہ ایسی پالیسیاں بنائی جائیں جس سے زمیندار کو فائدہ ہو، اُس کو صحیح بیج ملے، کھاد سستی اور خالص ملے، pesticides صحیح ملیں، بجلی کے ریٹس کم ہوں اور باقی چیزوں کے ریٹس بھی کم ہوں۔ اس وقت زمیندار بہت بُری حالت میں ہے تو اُس کے لئے بھی ہمیں ایسی پالیسیاں بنانی چاہئیں تاکہ ہمارا زمیندار خوشحال ہو۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر کرپشن کے حوالہ سے بھی ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب میں development کے لئے پیسے دیتے ہیں مگر وہاں پر آدھے پیسے کرپشن کی نذر ہو جاتے ہیں۔ اس میں ایک زندہ مثال دیتا ہوں کہ میرے اپنے ضلع میں missing facilities کا 30 کروڑ روپے کا ٹینڈر ہوا۔ ای ڈی او (ورکس) نے اپنے دفتر میں بیٹھ کر tender open نہیں ہونے دیا بلکہ pool کرا دیا جس سے کروڑوں روپے کا گھپلا ہوا ہے۔ میں نے اس بات کا DCO کی میٹنگ میں بھی اظہار کیا، میں نے لکھ کر بھی دیا لیکن آج تک اُس کی کوئی انکوائری ہوئی اور نہ کوئی شنوائی ہوئی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری صاحب! بہت شکریہ۔آپ منسٹر صاحب سے مل لیں اور انہیں یہ ساری صورتحال بتادیں۔ بہت شکریہ۔ محترمہ نبیرہ عندلیب صاحبہ!

محترمہ نبیرہ عندلیب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میری حکومت سے چند گزارشات ہیں۔ جاری منصوبہ جات کو جلد از جلد مکمل کیا جائے۔ انرجی کرائسز کے خاتمے کے لئے بھرپور اقدامات کئے گئے ہیں لیکن بہت کوشش کرنے کے باوجود ابھی تک صورتحال بہتر نہیں ہوئی لہٰذا اس کے لئے مزید کوششیں کی جائیں۔ بڑے شہروں میں امن و امان کی صورتحال کافی بہتر ہے مگر دور دراز کے علاقوں میں پولیس کے پاس سہولیات کا فقدان ہے۔ پولیس کو اسلحہ اور گاڑیوں کی کمی کا سامنا ہے اس کے لئے اقدامات کئے جانے چاہئیں۔ ہم نے اکیسویں ترمیم جو چند ماہ پہلے منظور کی گئی ہے اس پر مکمل طور پر عملدرآمد کیا جائے۔ مذہبی منافرت کو دور کرنے کے لئے علماء کی ٹریننگ کی اشد ضرورت ہے۔ اس کے لئے ٹریننگ سنٹروں کا قیام عمل میں لایا جائے اور تربیت یافتہ علماء ہی کو مساجد میں مقرر کیا جائے۔ اس کے لئے محکمہ اوقاف اپنا خاص کردار ادا کر سکتا ہے اور ہر ضلع میں اس لیول پر سنٹر قائم کئے جائیں اور فنڈز مختص کئے جائیں۔

جناب سپیکر! مسائل بہت زیادہ ہیں۔ اگر ہمیں اخلاقی گراوٹ و معاشرتی انتشار سے بچنا ہے، جرائم میں کمی چاہئے، معاشی پستی سے ہمیں نکلنا ہے، بجٹ کے خسارے سے ہمیں بچنا ہے، امن وامان چاہئے، انرجی کرائسز جس کا تعلق اخلاق سے بھی ہے اس سے بھی بچنا ہے، خاندانی مضبوط نظام چاہئے اور تعلیم کے حقیقی فوائد ہمیں حاصل کرنے ہیں تو تجویز یہ ہے کہ اخلاقیات promote کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔ ہماری نئی نسل کی جب تک اخلاقی تربیت نہیں ہوگی ہم مختلف قسم کی بدعنوانیوں اور اخلاق سے گری ہوئی حرکتوں کا شکار رہیں گے۔

جناب سپیکر! میں تھوڑی سی کھل کر بات کرتی ہوں کہ ہم شاید اب بڑوں کو تو تبدیل نہ کر سکیں لیکن نئی نسل کے لئے ابھی سے اخلاقی طور پر اقدامات کئے جائیں کیونکہ خالی تعلیم کا فائدہ نہیں ہے۔ ہمیں اخلاقی لائحہ عمل سامنے لانا ہوگا۔ میں نے پچھلے سال بھی اس پر بات کی تھی اور اب پھر کہہ رہی ہوں کہ اخلاقی لائحہ عمل نصاب میں ٹریننگ اور ٹیکنیکل ایجوکیشن کی صورت میں ضرور شامل کیا جانا چاہئے۔ اس سے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوں گے اور دس سال بعد ہمیں اس کے فوائد نظر آئیں گے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ ارم حسن باجوہ صاحبہ!

محترمہ ارم حسن باجوہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے اپنے خیالات share کرنے کے لئے موقع دیا۔ میں سب سے پہلے وزیراعلیٰ کو appreciate کروں گی کیونکہ میں نے health پر بات کرنی ہے کیونکہ health reforms میں بہت تیزی سے کام ہو رہا ہے۔ اس کے باوجود بہت سے areas نظر انداز ہو رہے ہیں۔ ہمیں ان areas میں کام کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر ماں اور بچے کی صحت کے حوالے سے بات کروں گی کہ پنجاب اور پاکستان میں بہت سی ماؤں کی اموات زچگی کے معاملات کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ ماؤں میں زیادہ تر anemic پایا گیا ہے۔ اس کی وجوہات میں ایک وجہ غربت بھی ہے۔ میری یہ درخواست ہے کہ دیہی علاقوں میں جہاں پر ہسپتالوں کی سہولیات نہ ہونے کے برابر ہیں تو وہاں پر سول ڈسپنسریوں کو مضبوط کیا جائے اور وہاں پر ماؤں کو supplements اور ادویات مہیا کی جائیں۔ اس کے علاوہ BHU's کو بھی مضبوط کیا جائے اور وہاں پر گائناکالوجسٹ اور وومن ہیلتھ آفیسر کی تعیناتی کو یقینی بنایا جائے بلکہ اس کو 24 گھنٹوں تک کھلا رکھا جائے کیونکہ زچگی کے معاملات ایسے ہیں کہ وہ کسی بھی وقت سامنے آ سکتے ہیں۔ اس طرح ہم بہت سی ماؤں کی زندگیوں کو محفوظ کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ جو high risk cases ہوتے ہیں ان کو پہلے سے ہی identify کر کے ہسپتالوں میں منتقل کیا جائے اس سے بھی بہت سی ماؤں کو بچایا جا سکتا ہے کیونکہ اس وقت خواتین کو شہروں کی طرف منتقل کیا جاتا ہے جب وہ بالکل موت کے قریب ہوتی ہیں اور وہ راستے میں ہی جاتے جاتے وفات پا جاتی ہیں اس لئے ضروری ہے کہ دیہاتوں میں ہی اتنے اچھے انتظامات ہوں کہ ہم ماؤں کی زندگیاں محفوظ کر سکیں۔

جناب سپیکر! پاکستان کی آبادی کا 32 فیصد youth ہیں۔ میں اِن میں سے اُن لوگوں کے بارے میں بات کروں گی جو 14 سال سے 20 سال کے درمیان ہیں۔ ان کے پاس ہنر ہے اور نہ ہی تعلیم ہے۔ ان کے لئے میری درخواست ہوگی کہ اگر ہم ٹیکنیکل اور ووکیشنل سنٹروں میں اپنے parameters کو تھوڑا کم کر کے ان نوجوانوں کو تربیت دیں تو اس طرح ہم skilled workers کو produce کر سکتے ہیں۔ ہمیں بیرون ممالک سے بھی demands آتی ہیں لیکن ہمارے پاس standardized students نہیں ہوتے جو ان کے standards کو meet کر سکیں جس کی وجہ سے ہم وہاں پر لوگوں کو روزگار نہیں دلا سکتے۔ ہم جب standardized students produce

کریں گے تو اس طرح ہم اپنے بہت سے نوجوانوں کو روزگار دینے کا باعث بنیں گے اس لئے ووکیشنل سنٹرز کا afternoon and evening میں اجراء کیا جائے۔

جناب سپیکر! میری یہ بھی درخواست ہے کہ گورنمنٹ کی جو زمینیں قبضہ میں ہیں اسے چھڑوا کر زرعی یونیورسٹی کے بے روزگار طلباء کو دیں تو اس طرح ہم انہیں روزگار بھی دیں گے اور گورنمنٹ revenue بھی generate کر سکتی ہے۔ ہم جب انہیں زمینیں دیں تو ان کے ساتھ ایک معاملہ طے کیا جائے کہ 1/8 یا 1/6 گورنمنٹ کو دیں تو اس طرح ان کا روزگار بھی چلے گا اور گورنمنٹ کو revenue ملے گا۔ اس کے علاوہ ہمارے کسانوں کو بھی بہت سے مسائل درپیش ہیں۔ ان کے بجلی کے نرخوں میں کمی کی جائے کیونکہ ہم جتنی بھی اچھی مثالیں ہیں وہ دوسرے ممالک کی دیتے ہیں۔ میں بھی یقیناً مثال دوں گی کہ ہمسایہ ملک میں کسانوں کو بجلی مفت ملتی ہے۔ ہم مفت تو نہیں دے سکتے لیکن ہم نرخوں میں کمی کر سکتے ہیں۔ میری یہ بھی درخواست ہے کہ اس کے لئے بجٹ میں allocation کی جائے اور بجلی کے نرخوں میں تھوڑی بہت کمی کر کے ان کے لئے آسانی کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! گورنمنٹ لیول پر human resource department establish کئے جائیں کیونکہ میں human resource کی student رہی ہوں اس لئے میں اس کے تھوڑے سے issues بتاؤں گی کہ گورنمنٹ level پر ملازمین کی capacity building نہیں کی جاتی جس کی وجہ سے ہم اپنے targets کو محدود وقت میں حاصل نہیں کر پاتے کیونکہ ان کے پاس وہ skills نہیں ہوتیں جو کہ اس target کو محدود وقت میں حاصل کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں اس لئے human resource departments establish کئے جائیں اس کے لئے ہم اپنے پرائیویٹ اداروں سے مدد لے سکتے ہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ شازیہ کامران صاحبہ!

محترمہ شازیہ کامران: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آپ کی توجہ صرف اس بات پر دلانا چاہتی ہوں کہ شمالی لاہور میں گڑھی شاہو پُل پر ٹریفک کا بہت زیادہ رش ہوتا ہے۔ وزیراعلیٰ نے جس طرح باقی لاہور میں کئی پُل اور سڑکیں بنائی ہیں۔ میں اس بجٹ کے لئے صرف یہ سفارش کرتی ہوں کہ گڑھی شاہو پُل کی بہتری کے لئے کچھ کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ ثریا نسیم صاحبہ!

محترمہ ثریا نسیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میری گزارش ہے کہ میری گزارشات اور تجاویز کو note کیا جائے۔ میں وہیں سے شروع کروں گی کہ

پھینکے ہیں گل اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے خانہ بر اندازِ چمن، کچھ تو اِدھر پھینک

جناب سپیکر! آپ جانتے ہیں کہ میرا تعلق بالکل آپ کے علاقے جیسا ہے۔ وہاں لوگوں کے فاضل پور، جام پور اور کوٹ مٹھن جیسے حالات ہیں۔ میرا تعلق ڈسٹرکٹ فیصل آباد کی ایک پسماندہ تحصیل تاندلیانوالہ سے ہے جس میں دو چھوٹے چھوٹے شہر، 252 گاؤں اور 28 یونین کونسلیں ہیں۔

جناب سپیکر! میں اگر آپ کو وہاں کی ایجوکیشن کے حوالے سے بتاؤں تو میرا خیال ہے کہ آپ سے بہتر کوئی نہیں جانتا ہوگا کہ ہمارے ہاں لڑکیوں کی تعلیم کی کتنی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ اگر لڑکیاں پڑھنا چاہتی ہیں تو ان کو سکول کالجز دور دراز ہونے کی وجہ سے اجازت نہیں ملتی۔ میری وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ تاندلیانوالہ میں ایک ڈگری کالج جو کہ 1996 میں قائم ہوا اس کو اگر یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے تو وہاں پر ایم اے پوسٹ گریجویشن کی کلاسز کا اجراء ہو سکتا ہے تاکہ میری وہ بہنیں اور بیٹیاں جن میں تعلیم حاصل کرنے کا بے حد شوق ہے اور وہ تعلیم حاصل نہیں کر پاتیں تو ان کے لئے بہت آسانی پیدا ہو جائے گی کیونکہ میرے شہر تاندلیانوالہ سے فیصل آباد کا فاصلہ 60 کلومیٹر ہے، سفر کی بھی سہولیات نہیں ہیں اور ہمارے لوگ بھی غریب ہیں۔

جناب سپیکر! دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے علاقے کے 98 فیصد لوگ ہیپاٹائٹس سی میں مبتلا ہیں۔ میری جب بھی وزیر اعلیٰ اور حمزہ صاحب سے میٹنگ ہوئی میں ہمیشہ یہی request کرتی رہی کہ ہمیں پینے کا صاف پانی مہیا کیا جائے، واٹر فلٹر پلانٹس کے لئے میں نے request کی لیکن ابھی تک اس پر کوئی عمل نہیں ہوا۔ جب ہم اپنے علاقوں میں جاتے ہیں وہاں پر جو اموات ہوتی ہیں تو آپ یقین کریں اگر دس جگہ افسوس کرنے کے لئے جاتے ہیں تو ان میں سے نو لوگوں کی وفات ہیپاٹائٹس کی وجہ سے ہوئی ہوتی ہے۔ میری گزارش ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے بجٹ میں ایک خطیر رقم اس حوالے سے مختص کی جائے، لوگوں کو پینے کا صاف پانی مہیا کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ وسائل کا رخ شہروں کی طرف سے موڑ کر دیہاتوں کی طرف کیا جائے کیونکہ ہمارے 75 فیصد لوگ دیہاتوں میں آباد ہیں۔ دیہات کے لوگوں کو facilitate کیا جائے وہاں پر ان کو سہولیات دی جائیں اس سے ایک تو شہروں پر burden کم

ہو گا اور دوسرا اُن لوگوں کی زندگی آسان ہو جائے گی، وہاں پر skill training centre شروع کئے جائیں وہاں پر skill development کے vocational centres شروع کئے جائیں۔ الحمدللہ جس طرح وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف ایجوکیشن پر توجہ دے رہے ہیں تو اسی طرح اگر ہم اپنے نوجوانوں کو روزگار کمانے کے قابل بنا دیں گے، ان کی کوئی skill training ہو جائے گی تو وہ نہ صرف ملک میں رہتے ہوئے بلکہ ملک سے باہر جا کر بھی زرمبادلہ کما سکیں گے اور وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں گے۔ آپ کو پتا ہے کہ غربت تمام برائیوں کی جڑ ہوتی ہے۔ اس سے ہماری لاء اینڈ آرڈر کی situation بہتر ہو گی۔ میری گزارش ہے کہ اس پر عملدرآمد کیا جائے اور دیہاتی لوگوں کے لئے بجٹ میں خطیر رقم مختص کی جائے اور جب ہمارا بجٹ announce ہوتا ہے تو اس میں rural area اور urban area کے لئے الگ الگ فنڈز رکھے جائیں کیونکہ ہمارے بجٹ کا زیادہ حصہ urban area میں خرچ ہو جاتا ہے اور rural area کے لوگ بنیادی سہولتوں سے محروم رہ جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ۔ ٹائم بہت مختصر ہے اس لئے باقی تجاویز آپ منسٹر صاحب کو دے دیں۔ جی، ملک محمد احمد خان صاحب!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں دو منٹ سے زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ آج سے تین چار سال پہلے قاعدہ pre-budget discussion 133(a) کے لئے in previous Assembly اس کو شامل کیا گیا ہے۔ میں آج کوئی تجویز دینے کھڑا نہیں ہوا کسی لحاظ سے اس کی افادیت تھی۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے ایک درخواست کروں گا کہ law کو اگر latter and spirit میں نہ لیا جائے تو یہ آہستہ آہستہ deteriorate کرنا شروع کر دیتا ہے اور اس طرح اس کی افادیت ختم ہو جاتی ہے اس کا اصل مقصد یہ تھا کہ ممبران اپنی تجاویز general discussion mode پر اور general discussion mode اس کے اندر defined ہے۔ At least four days اس سے زیادہ آپ کر سکتے تھے۔ مقصد صرف یہ تھا کہ جب یہ سیشن ختم ہو تو ایک قرارداد اسمبلی کے floor پر وزیر خزانہ کی طرف سے آئے اور وہ تمام قابل ذکر تجاویز جو ان ممبران نے دیں وہ آگے حکومت کو ترسیل کر دی جائیں اور اس کو stipulate کرتا تھا قاعدہ 133(a) کا ذیلی قاعدہ (3) یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جو صرف کوئی تجویز دے رہی ہو this Which demands demands اور اس کی wording بہت ہی clear ہے:

It says: The Assembly may recommend the proposals to the government for the next budget on a resolution moved by the Finance Minister after the conclusion of the discussion.

Now, to my understanding

جناب سپیکر! آپ نے مہربانی کی اس pre budget speech کو پانچویں دن تک لائے۔ 27-مارچ سے یہ اجلاس چل رہا ہے۔ Given circumstances میں جمعہ کی نماز کا رش بھی ہے اور اجلاس ختم ہونا بھی ہے اور وزیر خزانہ غالباً which I assume کہ یہ قرارداد پیش نہیں کر پائیں گے۔ so basically 133(a) کا کوئی پارٹ بھی in isolation نہیں پڑھ سکتے it has to be read together. اور 133(a) کا ایک، دو اور تین بڑی اچنبھے کی بات ہے کہ جب احسن ریاض فتیانہ نے point out کیا تو آپ کی نظر اس پر تھی جس طریقے سے آپ ایوان کو conduct کر رہے ہیں میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ it is a treat for me that you are calling upon those people جن کو ذمہ داری اس ایوان کی طرف سے سونپی جاتی ہے اور اگر کسی کے ذہن میں یہ بات ہو کہ وہ اس ایوان کو جواب دہ نہیں ہے تو یہ بات اس کے ذہن سے نکل جانی چاہئے کیونکہ اگر اس ایوان کی افادیت ختم ہو گئی تو حکومت اپنی writ قائم کرنے میں ناکام ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! میں آپ سے ایک اور گزارش کروں گا کہ یہ آپ کا فرض منصبی ہے کہ آپ اٹھارہویں ترمیم کے بعد ایک strap کے اندر بندھے ہوئے ہیں۔ اٹھارہویں ترمیم نے اب تک اکیس محکموں کو نیچے بھیجا، اٹھارہویں ترمیم آپ سے یہ demand کرتی تھی کہ آپ ان تمام محکموں کی Standing Committees کو effective کرتے۔ میں آپ کی اجازت سے آپ کی سہولت کے لئے ایک comparative analysis پیش کرنے لگا ہوں اور میں اس کا تقابلی جائزہ قطعی طور پر امریکہ یا برطانیہ کے ساتھ نہیں کروں گا۔ ہندوستان، بنگلہ دیش، سری لنکا، نائیجیریا اور give it a better place ساؤتھ افریقہ ان پانچ ممالک کے اندر جب ترقی کے indicators بہتر ہوئے وہ پارلیمنٹ کی working committee کے توسط سے ہوئے ورنہ کبھی نہیں ہو سکتے، جتنا مرضی آپ زور لگا لیں، جتنی مرضی task forces بنا لیں جب تک Standing Committees effective نہیں ہوں گی یہ آپ کا House will not start giving the desired results.

جناب سپیکر! آخر میں میری آپ سے یہ درخواست ہو گی کہ بجٹ کو بناتے وقت کیونکہ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں trapped words بھی ہوں حکومتی بنچوں کا بہت لوڈ ہوتا ہے اس پر میں 1502 میں Lord Coak کا ایک مقولہ آپ کے سامنے پیش کر دیتا ہوں کہ:

Sitting on a treasury bench actually stretch you down to say the truth.

جناب سپیکر! میں تو سچ بھی نہیں بول سکتا لیکن اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ جب وزیر خزانہ بجٹ پیش کر رہے ہوں تو یہ بات ضرور ذہن میں رکھیں کہ اس اسمبلی کے جو given procedures ہیں ان کو کم از کم effective کر دیں چاہے وہ تھوڑی یا زیادہ افادیت کے حامل ہیں اور جو مجوزہ ترامیم لائی ہیں ان کو براہ مہربانی اس floor پر introduce کریں یہ اس Chair کی commitment ہے۔ کمیٹی فعال ہوئے آج تین مہینے ہو گئے ہیں آج تک اس کمیٹی کی single meeting بھی نہیں ہوئی۔

Twice it was called, they called off. I don't know for what reasons better known to the secretariat.

جناب سپیکر! وہ کمیٹی نہیں meet کر سکی۔ آپ پر پابندی اور قدغن ہے اور آپ اس بات پر مجبور ہیں کہ اٹھارہویں ترمیم میں دیئے گئے اختیارات جو کہ صوبوں کو بذریعہ Parliament and Standing Committees منتقل ہوئے ان کو effective کریں۔ and lastly ہمارے دیہات جہنم کا نقشہ پیش کر رہے ہیں۔ میرے حلقے میں 182 دیہات ہیں ان میں 500 سے زائد ponds ہیں اور ان ponds کے ساتھ garbage کے depots filled بنے ہوئے ہیں کوئی نظام ہی نہیں ہے۔ سیکرٹری یونین کونسل دس دیہاتوں پر بیٹھ کر صرف چٹ جمن پرچی تے مرن پرچی دے سکتا ہے اور اس سے زیادہ کیا اس بستی کا حال ہو گا جہاں پر گند اٹھانے کا کوئی نظام ہی نہ ہو۔ آپ دیکھیں تو کسی ایک جگہ پر dump yard بنتے ہیں وہ رُوڑی بنتے بنتے پہلے تو وہ کسی agriculture purpose میں کام آتی تھی۔ اب پلاسٹک، شاپر بیگ اور یہ کانچ کیڑا اس کے بعد وہ رُوڑی کوئی زمیندار بھی اٹھانے کو تیار نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میری آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے درخواست ہو گی کہ ان دیہاتوں کے لئے جن کی آبادی اس وقت بے یارومددگار اس انتظار میں بیٹھی ہے کہ حکومت وقت ہمیں بھی پاکستان کا شہری سمجھے گی اور کوئی ایسا نظام ضرور وضع کرے گی کہ جس کے اندر کوئی تھوڑی سی گورنمنٹ کی writ نظر آئے۔ آپ کی حکومت کی writ دیہاتوں میں نہیں شہروں میں ہے۔ جہاں پر سی اے یونٹس اور municipality کی services ہیں۔ جہاں پر اور نظام وہاں پر آپ کا کارِ اختیار صرف ایک پٹواری

ہے یا وردی میں کوئی پولیس ملازم چلا جائے تو اس کا ہے۔ باقی جتنے دیہات چاہے وہ میرے حلقے کے یا کسی دوسرے ممبر کے حلقے کے ہیں وہاں کسی جگہ پر سول سروسز یا کوئی میونسپل سروسز نہیں ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب بہت مہربانی کرتے ہیں اور ہمیں پتا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کا vision ڈویلپمنٹ کے معاملے میں بڑا clear ہے۔

(اذانِ جمعہ)

جناب قائم مقام سپیکر: اجلاس کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔ جی، ملک صاحب!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ اتنے قلیل وقت میں آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں وزیر خزانہ کو جادو کا نسخہ بھی دینا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل دیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! جو میں بتانا چاہتا ہوں اس پر عمل کرنے میں کوئی راکٹ سائنس نہیں ہو گی۔ Public interaction کے صرف پانچ points ہیں۔ سڑکات، سکول، ہسپتال، میونسپل سروسز اور لاء اینڈ آرڈر ہے۔ آپ دیکھ لیں اور میں آپ کو word of commitment دیتا ہوں کہ ان پانچ میں کسی طرح سے بہتری لے آئیں لیکن through Parliament لائیں تاکہ ownership ہو تو بہت فائدہ ہو گا۔ اپنے اپنے حلقے کی حد تک جوابدہ ہونے میں ہمیں پتا ہو کہ ہم نے جو ووٹ لیا تھا وہ right for governance and governance for service of people لیا تھا۔ اس بنیادی چیز یعنی ووٹ کی sanctity کو سامنے رکھیں کہ یہ کیوں ملتی ہے پھر کوئی سیکرٹری فنانس نہیں کہے گا کہ میں اسمبلی کے سامنے جوابدہ نہیں ہوں۔ Mark my words پھر وہ جواب دیں گے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ۔ محمد یعقوب ندیم سیٹھی صاحب! ذرا مختصر کیجئے گا۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں انشاء اللہ کوشش کروں گا کہ دو تین منٹ میں wind up کر دوں۔ میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ پہلے اگر ہم لاہور سے فیروزپور روڈ کے ذریعے قصور جاتے تھے تو ہمیں تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کا ٹائم لگتا تھا لیکن الحمدللہ وزیر اعلیٰ کی محنت اور کاوش سے کچھ bridge بن گئے اور فیروزپور روڈ بالکل clear ہو گیا ہے تو اب ہم تقریباً چالیس منٹ کے اندر قصور پہنچ جاتے ہیں۔ میرا تعلق حلقہ پی پی-175 سے ہے جو rural area

ہے۔ مین فیروزپور روڈ کے اوپر بہت خوبصورتی ہے لیکن جب ہم اپنے rural areas میں جاتے ہیں تو وہاں پر ہماری سڑکوں کا بہت خستہ حال ہے۔

جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ کی توجہ چاہتا ہوں کہ اگر مصطفیٰ آباد براستہ دستّو سے لے کر راجہ جنگ تک سڑک کو مکمل کیا جائے کیونکہ اس روڈ سے تقریباً دس سے پندرہ گاؤں link کرتے ہیں اور یہ farm to market road ہے تو اس سے لوگوں کو بہت فائدہ ہوگا۔ اس کے ساتھ مین فیروزپور روڈ سے وڈانہ براستہ چڑیوان سے کھارا تک سڑک مکمل کی جائے کیونکہ وہ سڑک بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ جس طرح میٹرو بس سے لوگ بہت زیادہ افادیت حاصل کر رہے ہیں جو گجومتہ تک بنی ہوئی ہے لہٰذا میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ جو لوگ میٹرو بس میں سوار ہونے کے لئے گجومتہ تک آتے ہیں وہ سب مصطفیٰ آباد، للیانی، وڈانہ، کھارا اور قصور سے آتے ہیں پھر لاہور جاتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ میٹرو بس کا روٹ قصور شہر تک مکمل کیا جائے تاکہ غریب لوگوں کو سفر کی مزید سہولت میسر ہو سکے۔

جناب سپیکر! اسی طرح ایجوکیشن کے حوالے سے میں یہ request کروں گا کہ قصور شہر میں دو گرلز کالج ہیں۔ وہاں سے اگر راجہ جنگ روڈ کی طرف جایا جائے تو راستے میں کوئی بھی کالج نہیں ہے۔ میرے حلقے میں راجہ جنگ کے surrounding تقریباً دو سے اڑھائی لاکھ کی آبادی ہے وہاں پر کوئی گرلز کالج نہیں ہے لہٰذا اگر وہاں پر ایک گرلز ڈگری کالج بنایا جائے تو وہاں کی بچیاں بھی لاہور یا قصور جانے کی بجائے راجہ جنگ میں ہی اچھی تعلیم حاصل کر سکیں گی۔ اس کے ساتھ ساتھ جس طرح میرے بھائی ملک احمد خان صاحب نے کہا کہ ہمارے rural areas میں جوہڑ بہت زیادہ ہیں۔ میرے حلقہ کے علاقہ رام تھمن میں تقریباً 14 ایکڑ میں ایک بہت بڑا جوہڑ ہے جو ڈینگی کا سبب ہے اور پینے کے پانی کے لئے بہت زیادہ مضر صحت ہے۔ اسی طرح علاقہ جونیکے میں بھی بہت بڑا جوہڑ ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ مہربانی فرما کر وزیر خزانہ میری تمام سکیموں کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کو ADP میں شامل کر لیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ ملک محمد علی کھوکھر صاحب! ذرا مختصر کیجئے گا۔

ملک محمد علی کھوکھر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں Rule 133(a) کی spirit کو سامنے رکھتے ہوئے امید کرتا ہوں کہ وزیر خزانہ ہماری تمام تجاویز کو اہمیت بھی دیں گے اور آنے والے بجٹ میں گورنمنٹ کو اس کے مطابق guide بھی کریں گے۔ میں مختصر دو تین چیزوں کی طرف نشاندہی کروانا چاہتا ہوں کہ سب سے precious infrastructure ہمارے پنجاب کا کینال اریگیشن سسٹم ہے۔ میں اس کی طرف

توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ urbanization کی وجہ سے اتنا excess water available ہے جسے ہم کاشتکاروں کو دے ہی نہیں پا رہے اور اس کو utilize ہی نہیں کر پا رہے کیونکہ ہمیں پتا یہ چلتا ہے کہ ban لگا ہوا ہے۔ لوگوں کی needs بڑھ گئی ہیں، کہیں باغات لگ گئے ہیں اور کہیں کچھ اور ہے۔ میں آپ کو مثال صرف اپنے علاقے کی نہر کی دیتا ہوں کہ شجاع آباد کینال میں 100 cusec water is in excess available ready for the farmers to utilize لیکن ban لگا ہوا ہے۔ خدارا یہ پانی کاشتکاروں کو دیں کیونکہ اس کا cluster effect ہوتا ہے کہ investment اور پیداوار بڑھتی چلی جاتی ہے۔ آپ equitable justifiable system introduce کرائیں جس طرح آپ نے بھرتیوں میں میرٹ پر national testing system شروع کیا ہے۔ آپ points کو parameter بنائیں یعنی farmer point score کریں اور جس کی ضرورت بنتی ہے اس کو on merit پانی میسر ہو۔ سب سے بڑی ہماری یہ ضرورت ہے کہ ہم نہ صرف infrastructure کو مضبوط کریں بلکہ اس کو dynamic بنائیں۔ یہ system bureaucratic red-tapism میں جہاں پر ہے وہیں پر کھڑا ہے۔ یہ ban lift کیا جائے اور پانی کاشتکاروں کو available کیا جائے۔

جناب سپیکر! دوسرے نمبر پر میں معزز منسٹر صاحب کی توجہ policing کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ میں ملتان کی مثال دوں گا لیکن یہ شاید پورے پنجاب میں applicable ہے کہ وہاں ہمارے آدھے سے زیادہ تھانے ابھی تک کرائے کی عمارتوں اور کھنڈرات میں ہیں جبکہ وہاں کے آفیسرز کے offices and mess کے لئے پیسا allocate ہوتا ہے، ان کی تزئین و آرائش ہوتی ہے جبکہ ہمارے basic تھانوں کے structures ہی ہمیں available نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ کی توجہ اس چیز پر بھی دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے handicaps کے لئے disabled لوگوں کے لئے بہت پرچار کیا جاتا ہے لیکن خدارا جو بھی buildings بن رہی ہیں، ان کے نقشوں میں ramps، ان کو facilitate کرنے کے لئے سہولیات دی جائیں اور design میں mandatory بنا دیا جائے۔ سب سے زیادہ ضرورت تو ہماری عدالتوں میں ہے۔ سول کورٹس اور ہائی کورٹ میں اگر کسی disable person کو جانا پڑ جائے تو جتنا اسے دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ اگر دنیا والے دیکھیں تو شاید وہ ہم پر ہنسیں لہٰذا ہمیں اس پر توجہ دینی چاہئے۔ ریسکیو 1122 کا stature بڑھانے کی ضرورت ہے اور ریسکیو 1122 میں investment کرنے کی ہمیں بہت ضرورت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ ملک صاحب! باقی جو ممبران بات کرنے سے رہ گئے ہیں وہ اپنی تجاویز وزیر خزانہ کو دے دیں کیونکہ وقت بہت مختصر ہے اور نماز جمعہ کا وقت بھی ہو رہا ہے۔ جی، وزیر خزانہ wind up speech کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے بھی دو منٹ بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! آپ کا نام میں تین دن پکارتا رہا ہوں لیکن آپ نہیں آئے۔ اب چونکہ وزیر خزانہ کی طرف سے request آئی ہے تو اسے wind up کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! صرف دو منٹ میں اپنی تجاویز دے دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منڈا صاحب! صرف دو منٹ میں بات مکمل کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! جس طرح ہماری حکومت نے تعلیم پر بڑا focus کیا ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ تعلیم کے لئے بجٹ میں ہمیں مزید اضافہ کرنا چاہئے۔ خادم پنجاب کو رورل روڈ پروگرام شروع کرنے پر میں appreciate کرتے ہوئے یہ تجویز دینا چاہتا ہوں کہ آج کے بعد پنجاب کے اندر ماسوائے مرمت کے جو بھی نئی سڑک بنے اس پر بجٹ میں یہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ وہ تمام سڑکیں کارپٹ ہوں گی اور بڑی اچھی repute والی کمپنیوں جن میں ایف ڈبلیو او یا این ایل سی وغیرہ بڑی کمپنیاں بنائیں تاکہ دس سال تک ان کی مرمت کا کام نہ ہو سکے۔

جناب سپیکر! زراعت کے حوالے سے میں ایک بہت ضروری بات کرنا چاہوں گا کہ ہمارے پچھلے دور حکومت 2008 سے 2013 تک کے درمیان زمینداروں کے لئے ٹیوب ویل اور ٹریکٹر کی سکیم شروع کی تھی تو میری تجویز ہے کہ جس طرح ہم نے پیلو کیب سکیم شروع کی ہے جو کہ بڑی اچھی سکیم ہے، اسی طرح زمینداروں کے لئے subsidize ٹریکٹروں کو بھی اس بجٹ میں رکھا جائے اور زمینداروں کو سولر ٹیوب ویل سستی قیمت پر یا subsidize کر کے free of cost دیئے جائیں کیونکہ زمینداروں کے پہلے ہی بہت برے حالات ہیں۔ اسی طرح ان کی اجناس جن میں چاول، آلو اور گندم کی

خریداری کو یقینی بنانے کے لئے "زرعی ریگولیٹری اتھارٹی" کو مضبوط بنایا جائے اور ریٹ مقرر کرنے کے لئے زمیندار نمائندوں کی شرکت کو یقینی بنایا جائے۔

جناب سپیکر! آخر میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ اگر ہم نے صحت کے حوالے سے صوبہ کے اندر کوئی بہتر تبدیلی لانی ہے یا کوئی انقلاب لانا ہے، جس طرح تعلیم کے حوالے سے ہم نے بہت کام کیا ہے تو اسی طرح جب تک ہم BHUs اور RHCs کو ٹھیک نہیں کریں گے، وہاں پر ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی حاضری کو ensure نہیں کریں گے تب تک صحت کا خواب پورا نہیں ہو سکے گا۔

جناب سپیکر! جب تک صوبے کا لاء اینڈ آرڈر ٹھیک نہیں ہو گا تو تعلیم کام آئے گی نہ باقی چیزیں کام آئیں گی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری علی اصغر منڈا صاحب! بہت شکریہ۔ باقی تجاویز آپ منسٹر صاحب کو دے دیں۔ جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں تمام معزز ممبران اسمبلی کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے حق نمائندگی ادا کرتے ہوئے pre budget discussion میں اپنی قیمتی آرا سے ہمیں مستفید فرمایا۔ میں معزز ممبران کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ pre budget discussion میں آپ کی تجاویز اور مشاورت کو انتہائی سنجیدگی سے لیا جاتا ہے اور ان پر وسائل کے اندر رہتے ہوئے خاطر خواہ فنڈز بھی مختص کئے جاتے ہیں لہٰذا کچھ معزز ممبران کی طرف سے یہ بات کہنا اور بار بار یہ کہنا کہ pre budget session محض ایک کارروائی ہے، مناسب نہیں ہے۔ میں اس حوالے سے یہ کہنا چاہوں گا کہ ہماری سابق حکومت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس معزز ایوان میں pre budget discussion کا آغاز کیا اور اس کا انعقاد باقاعدہ طور پر کیا گیا۔ جیسا کہ رولز کے مطابق کم از کم چار دن pre budget discussion کے لئے رکھے جاتے ہیں اور اس دفعہ آپ نے مہربانی کرتے ہوئے، چونکہ اس دفعہ تقریباً 60 ممبران نے آج تک اس بحث میں حصہ لیا اور آج پانچواں دن تھا جس میں حکومتی بنچز سے 54 ممبران اور چھ ممبران ہماری اپوزیشن کے تھے جنہوں نے pre budget discussion میں حصہ لیا۔

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہماری حکومت اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی یہ خواہش ہے اور انہوں نے۔۔۔

کورم کی نشاندہی

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! کورم پورا نہ ہے۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! یہ ایک روایت ہے کہ دوران wind up speech کورم point out نہیں کیا جاتا مگر ہمارے نوجوان ممبر بڑے جذباتی ہیں اور کبھی کبھی یہ تشریف لاتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: انتہائی افسوس ہے کہ کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ فتیانہ صاحب کی طرف سے کورم کی نشاندہی کی گئی ہے تو گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا نہیں ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے اس لئے اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 6-اپریل 2015 کی دوپہر 2:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔